جَامِعُ الْبَیَانِ فِیْ عِلْمِ مَا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

Owaisi Books
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

فقیر نے ایک ضخیم تصنیف لکھی بنام "نور الایمان فی ان جمیع العلم فی القرآن" جسے علامہ صاحبزادہ سید محمد منصور شاہ صاحب میانوالی سے جریدہ سعیدۃ الحدائق میں قسط وار شائع کررہے ہیں اسی دوران برادرِ محترم علامہ الحاج پروفیسر محمد حسین آلی صاحب نے سیالکوٹ سے اطلاع بھجوائی بلکہ حجت کرکے مضمون بھجوانے کا حکم فرمایا کہ کالج کی جانب سے "عزمِ نو" کا قرآن نمبر نکال رہے ہیں اسی لئے بہترین مضمون جامعیت قرآن کے موضوع پر لکھ کر جلد بھیجئے۔ فقیر نے اس پر مضمون ترتیب دے کرکے انہیں بھجوایا جسے اہلِ علم و فکر نے پسند فرمایا اب اس میں اضافہ کرکے بنام " جَامِعُ البَیَانِ" اپنے عزیزوں الحاج محمد احمد صاحب اور الحاج محمد اسلم صاحب کو اس کی اشاعت کی اجازت دیتا ہوں۔

مولیٰ عزوجل اسے فقیر کے لئے توشۂ آخرت وناشرین کے لئے موجبِ مغفرت اور ناظرین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

آمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنِ

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان

۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ

امابعد! قرآنِ مجید کا یہ ایک بڑا اعجاز ہے کہ وہ جملہ عوالم کے جملہ علوم کا جامع ہے۔ فقیر نے اس تصنیف میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ

جَمِیۡعُ الۡعِلۡمِ فِی الۡقُرۡاٰنِ لٰکِنۡ　　　تَقَاصَرَ عَنۡهُ اَفۡهَامُ الرِّجَالِ

یعنی جملہ علوم قرآن میں ہیں لیکن اس سے لوگوں کے افہام (اذہان) وعقول قاصر ہیں۔

اسی لئے اس کا نام "جَامِعُ الۡبَیَانِ فِیۡ عِلۡمِ مَا یَکُوۡنُ وَمَا کَانَ" رکھا۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیۡبِهِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ بِرَحۡمَتِكَ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

آغازِ مضمون

آسمانی کتب وصحف میں کوئی ایسی کتاب وصحیفہ نہیں جس کا اپنا دعویٰ ہو کہ اس میں ہژدہ ہزار عالم (اٹھارا ہزار جہانوں) کے ذرہ ذرہ کا علم ہے یہ دعویٰ صرف قرآنِ حکیم نے کیا چند آیات مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ۔ (پارہ۷، سورۃ الانعام، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

فائدہ: اس آیت کے عموم سے ظاہر ہے کہ ہژدہ ہزار عالم (اٹھارا ہزار جہانوں) کے ذرہ ذرہ کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس کی تائید سیدنا ابن عباس کے دعویٰ سے ہوتی ہے فرماتے ہیں: لَوۡ ضَاعَ لِیۡ عِقَالُ بَعِیۡرٍ لَوَجَدۡتُهٗ فِیۡ کِتَابِ اللّٰهِ[1] (اتقان، صاوی، مناہل العرفان، کبیر)

---

(1) الإتقان في علوم القرآن، النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۳/۴، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة ۷۴ م.

حاشیہ صاوی میں یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

حاشية الصاوي على تفسير الجلالين، سورة البقرة، تحت الآية ۵۱، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع.

یعنی اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جاتی ہے تو میں اس کا حال بھی قرآن میں پاتا ہوں۔

کتابِ مبین سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ بعض مفسرین کرام نے تصریح فرمائی ہے اگر اس سے لوحِ محفوظ مراد ہو تب بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں کیونکہ لوحِ محفوظ میں بھی قرآنِ مجید ہی تو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ البروج، آیت ۲۱)

ترجمہ: بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ (پارہ ۷، سورۂ الانعام، آیت ۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھانہ رکھا۔

فائدہ: مندرجہ ذیل تفاسیر و کتب میں لکھا ہے کہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

تفسیر خازن، تفسیر مدارک، جلد ۲، صفحہ ۱۴، تفسیر جمل، جلد ۲، صفحہ ۱۳، تفسیر روح البیان، جلد ۲، صفحہ ۱۴۵، تفسیر اتقان، جلد ۲، صفحہ ۲۱۲، الطبقات الکبریٰ للشعرانی، عرائس البیان، احیاءِ العلوم [2]

نمونہ کے طور پر چند تفاسیر کی تصریحات حاضر ہیں: "تفسیر خازن" میں ہے: أن القرآن مشتمل على جميع الأحوال [3]

یعنی بے شک قرآن تمام احوال پر مشتمل ہے۔

علامہ سلیمان جمل "فتوحاتِ الٰہیہ" میں فرماتے ہیں:

اختلفوا في الكتاب ما المراد به فقيل اللوح المحفوظ وعلى هذا فالعموم ظاهر لأن الله تعالىٰ أثبت ما كان وما يكون فيه وقيل القرآن وعلى هذا فهل العموم باق؟ منهم من قال نعم وأن جميع الأشياء مثبتة في القرآن إما بالتصريح وإما بإيماء ومنهم من قال إنه يراد به الخصوص والمعنى من شيء يحتاج إليه المكلفون [4]

---

(٢) لباب التأويل في معاني التنزيل, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى [illegible] ه.
مدارك التنزيل وحقائق التأويل, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكلم الطيب بيروت, الطبعة الأولى [illegible] م.
الفتوحات الإلهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الخامسة [illegible] م.
روح البيان, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الفكر بيروت.
الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.
لوافح الأنوار في طبقات الأخيار [illegible], مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه مصر [illegible] ه.
عرائس البيان في حقائق القرآن, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
(٣) لباب التأويل في معاني التنزيل, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى [illegible] ه.
(٤) الفتوحات الإلهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت لبنان, الطبعة الخامسة [illegible] م.

یعنی اس آیت میں دو قول ہیں ایک یہ کہ کتاب سے لوحِ محفوظ مراد ہے یوں تو عموم ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں تمام ماکان ومایکون تحریر فرمادیا دوسرا یہ کہ قرآن کریم مراد ہے آیا اب بھی عموم رہا ائمہ میں سے ایک فریق فرماتا ہے ہاں اب بھی عموم ہے اور فرماتے ہیں کہ جمیع موجودات قرآن مجید میں مذکور ہیں خواہ صاف، صریح، خواہ بہ اشارہ اور دوسرا خُصُوص (خاص مخصوص) لیتا ہے کہ جتنی اشیاء کی مکلفین کو حاجت ہے۔

"تفسیر عرائس البیان" میں لکھا ہے:

أي ما أخرنا في الكتاب ذكر أحد من الخلق ولكن لا يبصر ذكره في الكتاب إلا المؤيدون بأنوار المعرفة[5]

یعنی اس کتاب میں مخلوقات میں سے کسی کا ذکر نہیں چھوڑا مگر اس کو کوئی اس آدمی کے سوا نہیں دیکھ سکتا جس کی تائید انوارِ معرفت سے کی گئی ہو۔

علامہ شعرانی "طبقات الکبری" میں اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

لو فتح الله عن قلوبكم أقفال السدد لاطلعتم على ما في القرآن من العلوم واستغنيتم عن النظر في سواه فإن فيه جميع ما رقم في صفحات الوجود قال الله تعالىٰ "مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ"[6]

یعنی اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل (تالے) کھول دے تو تم علموں پر مطلع (خبردار) ہو جاؤ جو قرآن میں ہیں اور تم قرآن کے سوا دوسری چیزوں سے لاپرواہ ہو جاؤ کیونکہ قرآن میں وہ چیزیں ہیں جو وجود کے صفحوں میں لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی شے نہیں چھوڑی۔

"تفسیر اتقان" میں درج ہے: ما شيء في العالم إلا وهو في كتاب الله تعالىٰ[7]

یعنی عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔

فائدہ: ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ لوحِ محفوظ میں جمیع علوم ہیں اور لوحِ محفوظ کی تفصیل قرآنِ کریم میں ہے انہی قرآنی آیات کے پیش نظر علمائے اسلام کا یہ دعویٰ درست ہے کہ ہژدہ ہزار عالم (اٹھارا ہزار جہانوں) کا ذرہ ذرہ قرآن میں مذکور ہے کہ اس کے اعجاز کا تقاضا یونہی ہے۔ علامہ ابن خلدون مقدمہ میں لکھتے ہیں:

وكان ينزل جملا جملا وآيات آيات لبيان التوحيد والفروض الدينية بحسب الوقائع ومنها ما هو في العقائد الإيمانية ومنها ما هو في أحكام الجوارح ومنها ما يتقدم ومنها ما يتأخر[8]

---

[5] عرائس البيان في حقائق القرآن, سورة الأنعام, تحت الآية [illegible], دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[6] لوافح الأنوار في طبقات الأخيار [illegible], مكتبة محمد المليجي الكتبي وأخيه مصر [illegible] ه.

[7] الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

[8] تاريخ ابن خلدون, المقدمة في فضل علم التاريخ إلخ, الكتاب الأول في طبيعة العمران في الخليقة إلخ, الباب السادس من الكتاب الأول في العلوم وأصنافها إلخ, الفصل الخامس في علوم القرآن من التفسير والقراءات, وأما التفسير [illegible], دار الفكر بيروت, الطبعة الثانية [illegible] م.

یعنی قرآنِ مجید جملہ جملہ اور آیات آیات نازل ہوتا، توحید اور دینی فرائض و قائع کے بیان کے لئے بعض آیات اور جملے ایمانی عقائد پر مشتمل ہوتے اور بعض احکام کے لئے، بعض متقدم اُمور (اعلیٰ درجے کے کاموں) کے لئے اور بعض متاخر اُمور (چھوٹے درجے کے کاموں) کے لئے۔

یہی وجہ ہے کہ جو کچھ اس کے نزول سے قبل گزرا اور جو کچھ نزول کے بعد ہو گا تمام کا تمام اشارات و کنایات کے ساتھ اس میں مذکور ہو گیا اور ہمارا عقیدہ ہے کہ تا قیامت قرآن تمام نَوعِ اِنسان (بنی آدم) کے لئے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ عِمْرانِیّات[9] واَخلاقیات[10] ہو کہ سیاسیات[11] ومَعاشِیات[12]، غرض ہر طرح ہے مسائل پر زریں اصول پیش کرتا ہے اس کا اعتراف بعض مُستَشرِقین[13] مثلاً موسیو، سیدیو، گبن، کارلائل، ٹالسٹائی، ڈیون، پورٹ وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

اعجاز القرآن: قرآن مجید کے متعلق ایسا دعویٰ صرف لفظی نہیں حقیقی ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم کو ایسا معجزہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ باوجود کسی حجم (جسامت) کے بہت کثیر معانی پر متضمن (مُشتمل) ہے اور ان معانی کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ انسانی عقول ان کی مثالیں لانے سے قاصر ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ (پارہ ۲۱، سورۂ لقمن، آیت ۲۷)

ترجمہ: اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

فائدہ: اس آیت میں اس بات کی اطلاع ہے کہ یہ وصفِ خاص کہ وہ اپنی طرف نظر کرنے والے کو کسی نور کے دکھانے اور کوئی نفع پہنچانے سے خالی نہیں رہنے دیتا۔

كالبدر من حيث التفت رأيته　　　يهدي إلى عينك نورا ثاقبا

كالشمس في كبد السماء وضوءها　　　يغشى البلاد مشارقا ومغاربا[14]

یعنی قرآن چاند کی طرح ہے کہ تم اس کو جس طرف سے دیکھو ایک شفاف اور ثاقب نور بطورِ ہدیہ دے گا یا آفتاب کی طرح جو آسمان کے وَسْط (درمیان) میں ہے اور اس کی روشنی روئے زمین کو مشرق و مغرب تک اپنی نورانی چادر میں ڈھانپے ہوئے ہے۔ (اتقان فی علوم القرآن جلد صفحہ)

---

9) لوگوں کے رہن سہن سے متعلق علم اور اس کے اصول

10) اخلاق سے منسوب اُمور و مسائل

11) سیاست سے متعلق علم

12) اقتصادیات سے متعلق علم جس میں دولت کی پیداوار اور تصرف یا نوعِ بشر کی مادّی فلاح و بہبود کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

13) مشرقی تاریخ، تہذیب، زبان یا علوم وغیرہ کا مغربی ماہر

14) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة م.

حضرت امام جلال الدین سیوطی "اتقان" کے اسی صفحہ میں لکھتے ہیں قرآن مجید میں ستر ہزار چار سو پچاس علوم وفنون کا ذکر ہے اور یہ تعداد کلماتِ قرآن کے عدد کو چار سے ضرب دینے سے معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ ہر علم کا ایک ظاہر، ایک باطن، ایک حد اور ایک مطلع پایا جاتا ہے۔[۱۵]

اس سے نہ صرف دینی علوم مراد ہیں بلکہ ہر طرح کے یہاں تک کہ "ظلال القرآن" میں لکھا ہے کہ فنِ صوتی(آواز کا ہُنر) اگرچہ محض ایک فن ہے لیکن قرآنِ مجید نے اسے بھی نہیں چھوڑا مثلاً قرآن حکیم کے مطلع اور مقطع، آغاز و انجام میں ایک خاص قسم کا حسن و جمال پایا جاتا ہے قرآنِ حکیم حسنِ اسلوب(ترتیب کا حسن) و انداز کا حامل، موسیقی سے بھرپور اور نغمہ سے معمور ہے لہٰذا کسی بشری کلام سے اس کا موازنہ و تقابل(مقابلہ) درست نہیں بلکہ بعید از قیاس(اب تک زیرِ غور) ہے اس کلام کا طرز و منہاج(روشن اور واضح راستہ) یہ ہے کہ فلاں مخصوص طرز و انداز کی حامل، واضح اور نمایاں موید بالدلیل آیت فلاں ہے جسے ہم(قرآن کی تفسیر قرآن ہی سے) تعبیر کرتے ہیں وَ گرنہ(ورنہ) قرآنی بلاغت(خطابت) اور جادو بیانی کا تانا بانا یکرنگ و ہم آہنگ(شیریں کلامی کا آنا جانا تحریر و پُرامن) ہے اس کے لہجہ اور سخن میں موسیقی کا سا تنوع ہے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ کلامِ الٰہی اوزان و قوافی(مقدار اور ہم وزن لفظ) کی حدود و قیود سے پاک تعبیر و بیان کی آزادی کی صفات سے بھرپور ہے جس کے دوش بدوش(ساتھ ساتھ) شعر کی باطنی(پوشیدہ/چھپی ہوئی) موسیقی نے کلامِ مجید کو اشعار سے بے نیاز کر دیا ہے اور یہ شعر و نثر دونوں کے خصائص و اوصاف(صفت و خصوصیات) کا جامع ہے یہ بات ہر لفظ سے نمایاں ہے اور جداگانہ مفصل(تفصیلی) صورت و منفرد رنگ، ڈھنگ، کسی رنگ آمیزی کی کتاب میں نہیں۔ صوتی اعجاز اپنے پورے شباب پر ہے مثلاً

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ o اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ o وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ o تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ o (پارہ۲۹، سورۂ القیٰمۃ، آیت ۲۲تا۲۵)

ترجمہ: کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوں گے سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے۔

اس طرح کی متعدد مثالیں قرآن میں موجود ہیں بلکہ فن وہنر کو لیا جائے اس کی نہ صرف مثالیں اس کے اُصول و ضوابط بھی واضح بیان فرمائے گئے ہیں۔

امام موصوف مزید لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر ایک شے پر مشتمل ہے۔ انواعِ علوم کو لیجئے تو اس میں کوئی ایسا باب یا مسئلہ جو کہ اصول الاصول ہو اس طرح کا نہیں ملتا کہ قرآن میں اس پر دلالت کرنے والی بات موجود نہ ہو مثلاً عجائب مخلوقات کا ذکر اس میں ہے، آسمانوں، زمینوں کی مخفی قوتوں کا بیان اس میں ہے، افقِ اعلیٰ اور تحت الثریٰ میں جو بات پائی جاتی ہے اس کے ذکر سے بھی قرآن خالی نہیں، ابتدائے آفرینش(عدم سے وجود میں آنے) کا بیان اس میں ہے، نامی نامی رسولوں اور فرشتوں کے نام وہ بتاتا ہے، گذشتہ اقوام کے قصوں کا ماحَصَل(نتیجہ) اور ان کا خلاصہ قرآن نے بیان کر دیا ہے مثلاً آدم علیہ السلام اور شیطان کا قصہ جب کہ وہ جنت سے نکالے گئے اور جبکہ ان کے بیٹے کا معاملہ پیش آیا جس کا نام آدم علیہ السلام نے عبد الحارث رکھا

---

(۱۵) الإتقان في علوم القرآن، النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۱۲، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة ۱۹۷۴ م.

تھا، ادریس علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا حال، قومِ نوح کے دَرِیابُرد (تباہ) کئے جانے کا ماجرا، قومِ عاد اولیٰ کا قصہ، قومِ عاد ثانیہ کا ذکر، قومِ ثمود، ناقہ، صالح، قومِ یونس، قومِ شعیب، قومِ لوط اور اصحاب الرس کے حالات حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی قوم سے مجادلہ اور نمرود سے مناظرہ کرنے کا حال، ان باتوں کے ساتھ جو کہ ابراہیم علیہ السلام کے اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وادیٔ بطحا میں چھوڑ کر آنے اور بیت اللہ تعمیر کرنے کے متعلق نہایت اختصار کے ساتھ مگر پورا پورا بیان ہوئے ہیں۔ ذبیح کا قصہ، یوسف کا قصہ نہایت ہی بسط و تفصیل کے ساتھ، موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ان کے دریا میں ڈالے جانے، قبطی کو قتل کرنے، شہر مدین کو جانے، شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کرنے، اللہ تعالیٰ سے کوہِ طور کے پہلو میں کلام کرنے، فرعون کی طرف آنے کا حال سب کچھ درج ہے علاوہ ازیں حضرت طالوت، داؤد و سلیمان، خضر و ذوالقرنین، ایوب و الیاس، زکریا و یحییٰ، مریم و عیسیٰ (علیہم السلام) اصحابِ کہف کے واقعات لکھے ہیں، نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و صورت کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔[16] (الاتقان ملخص)

حضرت علامہ ابو اسحاق ابراہیم الشاطبی المتوفی ۷۹۰ھ خوب لکھتے ہیں:

القرآن على اختصاره جامع ولا يكون جامعا إلا والمجموع فيه أمور كليات۔[17] (کتاب الموافقات جلد۵ صفحہ۳۶۷)

یعنی امورِ کلیات میں قرآنِ مجید مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے اور جامع ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کلیات مذکور ہیں۔

یہی مضمون اصول الدین از ابن طاہر البغدادی، کتاب الاموال، صفحہ اور اتحاف اسادۃ المتقین از سید مرتضیٰ بلگرامی جلد، صفحہ میں بھی مرقوم ہے۔

جامعیت کی مثال: دورِ حاضرہ میں خطاط سورۂ یٰسین ایک لفظ یٰسین لکھ دیتا ہے بظاہر تو وہ لفظ یٰسین ہے لیکن قرآن کا ماہر یا حافظ یا قاری سمجھتا ہے کہ صرف اس ایک لفظ میں قرآن کے کئی رکوع لکھے ہوئے ہیں اور وہ پڑھنے والا اسی ایک لفظ سے تمام رکوعات کے ایک ایک حرف پڑھ رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔ اسی طرح کسی ایک ملک کا نقشہ دکھایا جاتا ہے دیکھنے والا اس نقشے کو چھوٹا سا نشان سمجھ رہا ہے مگر جاننے والا جانتا ہے کہ اس چھوٹے سے نقشے میں تمام ملک کے اَضْلاع (حدود)، تحصیلیں، قصبے اور دیہات ضمناً معلوم ہو گئے ہیں۔

بزرگوں کے فیصلے: قرآنِ حکیم کی جامعیت کے بارے میں اب اہلِ فکر و نظر کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں پہلے شہنشاہ دوسرا امام الانبیاء، جانِ رحمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد سنئے فرمایا وہ زمانہ آنے والا ہے جب بہت سے فتنے برپا ہوں گے عرض کی گئی ان کے نکلنے کے علم کا ذریعہ کیا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: كتاب الله فيه نبأ ما قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم۔[18] (ترمذی شریف)

---

[16] الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

[17] الموافقات للشاطبي, كتاب الأدلة الشرعية, الطرف الثاني في الأدلة على التفصيل, الدليل الأول الكتاب [illegible], دار ابن عفان, الطبعة الأولى [illegible] م.

[18] سنن الترمذي, أبواب فضائل القرآن, باب ما جاء في فضل القرآن [illegible], رقم الحديث [illegible], شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية [illegible] م.

یعنی کتابُ اللہ کہ جس میں پہلوں کی سَرگُزَشْت(آپ بیتی) اور بعد کی خبریں اور تمہارے درمیان کا حکم موجود ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر ستر اونٹ کے بوجھ اُٹھانے کے برابر لکھ دوں۔[19]

(الاتقان، جلد[illegible]، صفحہ[illegible])

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو تَحْصِیلِ عِلْم(علم حاصل کرنے) کا ارادہ رکھتا ہو وہ قرآن پاک پڑھے کہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کے تمام قصے ہیں۔[20] (الاتقان)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: كل شيء في القرآن "لو" فإنه لايكون أبدا۔[21]

(تفسیر الاتقان جلد اول صفحہ[illegible])

یعنی ہر چیز قرآن میں ہے اگر کوئی چیز قرآن سے فوت ہو جائے تو ابد تک نہ ملے۔

سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے تابعین واسلاف سے ماثور ہے کہ اولین وآخرین کے علوم کُتُبِ اَرْبَعَہ[22] میں اور کتب اربعہ کے قرآن میں اور قرآن کے سورۂ فاتحہ میں اور فاتحہ کے بسم اللہ میں اور بسم اللہ کے بسم اللہ کے حرف با میں موجود ہیں۔[23]

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جن امور کی امت قائل ہے وہ سب کے سب قرآن و سنت کی شرح ہے اور جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ سب کچھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن سے سمجھا۔ ایک بار حضرت امام نے فرمایا میں ہر سوال کا جواب قرآن سے دوں گا آپ سے بِھڑ[24] کا حکم شرعی پوچھا گیا آپ نے ایک حدیث پڑھی۔ سائل نے کہا یہ قرآنی جواب تو نہ ہوا آپ نے فرمایا یہ حکم قرآنی تو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔[25] (پارہ ۲۸، سورۂ الحشر، آیت ۷)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

---

[19] الإتقان في علوم القرآن, النوع الثامن والسبعون في معرفة شروط المفسر وآدابه [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

[20] الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

[21] الإتقان في علوم القرآن, النوع الأربعون في معرفة معاني الأدوات التي يحتاج إليها المفسر [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

[22] (چار آسمانی کتابیں جو انبیاء علیہم السلام پر بذریعۂ وحی نازل ہوئیں (۱) توریت، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (۲) زبور، حضرت داؤد علیہ السلام پر (۳) انجیل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (۴) قرآن پاک، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر)

[23] الإتقان في علوم القرآن, النوع الثالث والسبعون في أفضل القرآن وفاضله [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.
فتح الإله في شرح المشكاة, كتاب فضائل القرآن [illegible], دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[24] زنبور، زرد یا گہرے سرخ رنگ کا اڑنے والا کیڑا جس کے ڈنک میں زہر ہوتا ہے۔

[25] الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

فائدہ: آیت میں لفظ ما عام ہے اس سے جملہ امور مراد ہیں دنیوی ہوں یا اُخروی۔

چند واقعات: اب قرآنِ حکیم کی جامعیت کے سلسلہ میں چند واقعات لکھے جاتے ہیں جن سے یہ علم ہوتا ہے کہ قرآن کتنا ہمہ گیر ہے اور ہمارے بزرگ اس کے کتنے ماہر ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ایک یہودی تھا جس کی داڑھی بہت تھوڑی تھی صرف چند گنتی کے بال تھے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رِیش (داڑھی) مبارک بہت گھنی تھی اور یہودی نے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے علی آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں ہر چیز کا ذکر ہے تو کیا آپ کی گھنی اور میری مختصر داڑھی کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا سنو قرآن فرماتا ہے:

وَ الْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَ الَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ ۔ (پارہ ۸، سورۂ ۱۱ الاعراف، آیت ۵۸)

ترجمہ: اور جو اچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا بمشکل۔

مزید فرمایا اچھی زمین میرا چہرہ اور خراب زمین تمہارا چہرہ۔

دوسری صدی ہجری کے حدیث و فقہ کے زبردست و نامور عالم عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک گُم کَردہ (راستہ بھولی ہوئی) بڑھیا سے ملاقات ہوئی جو سیاہ اون کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ ارضِ حجاز کی ریگزار سرزمین میں اس طرح تن تنہا ایک ضعیفہ کو پڑا ہوا دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت حیرانی ہوئی اور یکے بعد دیگرے طرح طرح کے خیالات دماغ میں آئے مگر کوئی یقینی نتیجہ پیدا نہ ہو سکا بالآخر استفسار حال کے لئے رسم عرب کے بموجب السلام علیکم سے اپنے کلام کی ابتدا کی اور یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ ضعیفہ ان کے ہر سوال کا جواب عام بات چیت کے بجائے قرآنِ کریم کی آیات سے دیتی تھی۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہر چند کوشش کی کہ وہ عام لوگوں کی طرح مجھ سے بات چیت کرے مگر مجھے اپنے ارادہ میں کامیابی نہ ہو سکی۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دلچسپ سوالات کے جوابات میں بڑی بی نے جن آیاتِ قرآنیہ کو ذریعۂ جواب بنایا ان کا برجستہ استحضار نہایت پُر لطف اور بے حد دلکش ہے

عبد اللہ رضی اللہ عنہ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

جواب: سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۔ (پارہ ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۵۸)

عبد اللہ: بڑی بی! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہاں جنگل بیابان میں تن تنہا کیوں پڑی ہو؟

جواب: مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ۔ (الآیہ) (پارہ ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۱۸۶)

ترجمہ: اللہ جس کا راستہ بھولائے اُس کا کوئی راہنما نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ گُم کردہ راہ ہوں، قافلہ نکل گیا تنہا سفر کرنے سے معذور ہوں۔ اس لئے مجبوراً یہاں پڑی ہوں۔

عبد اللہ: آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟

جواب: سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصٰی (الآیہ) (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱)

ترجمہ: پاک اور برتر ہے وہ جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لے گیا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک سمجھ گئے کہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر بیت المقدس جانے کا ارادہ ہے۔ پُوچھا

عبد اللہ: یہاں کب سے پڑی ہو؟

جواب: ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا (پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۱۰)

ترجمہ: پورے تین دن رات سے۔

عبد اللہ: مجھے بظاہر آپ کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی؟

جواب: ھُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَیَسۡقِیۡنِ۔ (پارہ ۱۹، سورۂ الشعراء، آیت ۷۹)

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

عبد اللہ: اچھا تو پھر وضو کی کیا صورت ہے۔

جواب: فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا۔ (پارہ ۵، سورۂ النساء، آیت ۴۳)

ترجمہ: پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔

عبد اللہ: میرے پاس کچھ کھانا تو موجود ہے۔ اگر آپ کھائیں تو حاضر کروں۔

اس سوال کے جواب میں یقین تھا کہ قرآن حکیم کی آیت پر اکتفا نہ ہو سکے گا اور ضرور اثبات یا نفی میں جواب دینا پڑے گا لیکن

جواب: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیۡلِ۔ (پارہ ۲، سورۂ البقرہ، آیت ۱۸۷)

ترجمہ: پھر روزہ کو رات تک پورا کرو۔

مطلب یہ ہے کہ روزہ سے ہوں۔

عبداللہ: یہ تو رمضان المبارک کا مہینہ نہیں ہے۔

جواب: مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ ۲، سورۂ البقرہ، آیت ۱۵۸)

ترجمہ: جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا دانائے حال ہے۔یعنی گو رمضان نہیں ہے مگر نفل روزہ سے کس نے منع کیا ہے۔

عبداللہ: سفر میں تو رمضان المبارک کے روزوں کے بھی افطار کی اجازت ہے۔ چہ جائیکہ نفل روزہ رکھنا۔

جواب: وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (پارہ ۲، سورۂ البقرہ ،آیت ۱۸۴)

ترجمہ: اگر تم جانتے ہو تو روزہ رکھنا تمھارے لئے بہتر ہے۔

مطلب یہ تھا کہ جس شخص کو سفر میں روزہ رکھنے کی برداشت ہو تو اُس کے لئے بجائے افطار کے روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

عبداللہ: جس طرح میں آپ سے بات کرتا ہوں اسی طرح آپ مجھ سے کیوں بات نہیں کرتیں؟

جواب: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔ (پارہ ۲۶، سورۂ ق، آیت ۱۸)

ترجمہ: کوئی شخص منہ سے بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک لکھنے والا نگہبان فرشتہ موجود ہے۔

بڑھیا: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ۝ (پارہ ۵، سورۂ النساء ، آیت ۱۲۵)

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ (پارہ ۶، سورۂ النساء آیت ۱۶۴)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً۔ (پارہ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۲۶)

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ۔ (پارہ ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۱۲)

ترجمہ: اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا۔ اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔ اے داؤد ہم نے تجھے خلیفہ بنایا۔ اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑ۔

ان آیات سے بڑی بی نے ابراہیم موسیٰ داؤد اور یحییٰ چار ناموں کی طرف اشارہ کیا۔ عبداللہ ابن مبارک نے مُدّعا سمجھ کر ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد اور یحییٰ کہہ کر پکارنا شروع کیا فی الفور چار نوجوان ایک خیمہ سے نکل کر سامنے آئے ملاقات کی اور بڑی بی کو اُتارا۔

بڑھیا: جب آرام سے بیٹھ گئے تو بڑی بی نے لڑکوں سے کہا۔

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ۔ (پارہ ۱۵، سورۂ الکہف، آیت ۱۹)

ترجمہ: اپنے کسی آدمی کو دام دے کر شہر بھیجو کہ اچھا اور عمدہ کھانا لے آئے۔

بڑی بی کی یہ فرمائش سن کر اُن میں سے ایک بازار گیا اور کھانا لا کر ابن مبارک کے سامنے رکھ دیا۔

بڑی بی بولیں: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۔ (پارہ ۲۹، سورۂ الحاقۃ، آیت ۲۴)

ترجمہ: ان اعمال حسنہ کے بدلہ میں جو تم نے دُنیا میں کئے ہیں بفراغت کھاؤ پیو۔

گویا یوں کہئے کہ سفر میں کھانے پینے کی تکلیف اٹھائی ہے۔ تم نے مجھ پر احسان کیا ہے اس کے عوض میں یہ ہدیہ پیش ہے قبول فرمایئے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ (پارہ ۲۷، سورۂ رحمٰن، آیت ۶۰)

ترجمہ: احسان کا بدلہ احسان ہے۔

عبداللہ ابن مبارک نے نوجوان میزبانوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ "میں کھانا اس وقت کھاؤں گا جب آپ مجھے ان بڑی بی کا حال بتلا دینگے کہ یہ کون ہیں؟ اور عام لوگوں کی طرح بات چیت کیوں نہیں کرتیں؟

لڑکوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری مادرِ مشفقہ ہیں۔ چالیس سال سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ صرف قرآن مجید سے اپنے مُدّعا پر ایما اور اشارہ کر دیتی ہیں کہ مبادا کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکل جائے جس پر قیامت میں مواخذہ ہو اور خداوندِ قدوس ناخوش ہو جائے۔

یہ سُن کر عبداللہ ابن مبارک کو بڑی عبرت ہوئی بے ساختہ رو پڑے اور کہا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے اُس پر قادر ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (پارہ ۲۸، سورۂ الجمعہ، آیت ۴)[۲۶]

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے وہ بڑے فضل والا ہے۔ سچ ہے

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

قرآن حکیم میں تو جملہ علوم موجود ہیں یہ دوسری بات ہے کہ ہر شخص کی سمجھ کی رسائی اس تک نہ ہو۔

حکایت: ایک لڑکی حمام سے نکلی ایک شخص نے دیکھ کر کہا: وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۱۶)

ترجمہ: کہ یہ حسن و جمال ہمارے لیے ہے۔

---

(۲۶) یہاں تک یہ مقالہ مندرجہ ذیل حوالے پر موجود ہے۔

المستطرف: فی کل فن مستظرف, الفصل الثاني في صفات النساء المحمودة, ص[illegible], مطبعة التقدم العلمية, الطبعة[illegible] م.

أبجد العلوم, القسم الثاني، باب التاء [illegible], دار الكتب العلمية, الطبعة[illegible] م.

لڑکی نے جواباً پڑھا: وَ حَفِظۡنٰهَا مِنۡ كُلِّ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ O (پارہ ۱۴، سورۂ الحجر، آیت ۱۷)

ترجمہ: اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ حسن و جمال شیاطین (حرام کار) کے لیے نہیں اس کے لیے حق شرعی ضروری ہے اس شخص نے آیت پڑھی:

نُرِيۡدُ اَنۡ نَّاۡكُلَ مِنۡهَا۔ (پارہ ۷، سورۂ المائدہ، آیت ۱۱۳)

ترجمہ: ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کچھ کھائیں۔

اس کا مقصد تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو گا۔

لڑکی نے آیت پڑھ کر سنائی۔

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۹۲)

ترجمہ: تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اشارہ کیا کہ نکاح کے بغیر اور مہر کی ادائیگی کے سوا نا ممکن ہے۔ اس شخص نے پڑھا

الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا۔ (پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۳۳)

ترجمہ: وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔

مقصد یہ تھا کہ میرے میں یہ نکاح اور مہر کی ادائیگی نا ممکن ہے۔ لڑکی نے پڑھا

اُولٰٓئِكَ عَنۡهَا مُبۡعَدُوۡنَ O (پارہ ۱۷، سورۂ الانبیاء، آیت ۱۰۱)

ترجمہ: وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔

یعنی یہ نا ممکن ہے تو پھر میرا حسن آوارہ نہیں بے نکاح ادائیگی مہر کے بغیر میرے سے دور رہو۔

اس شخص نے تنگ ہو کر کہا: لعنة اللّٰه عليك

ترجمہ: تجھ پر لعنت ہو

لڑکی نے پڑھا: فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔(پارہ ٦، سورۃ النسآء، آیت ١٧٦)[٢٧]

ترجمہ: تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔

مردوں کا بہ نسبت عورتوں کے دوہرا حصہ ہے۔(المتکبر فی المؤنث والمذکر)(یہ تمام مکالمہ آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہے)

بعض بزرگوں سے تو یہاں تک منقول ہے کہ وہ اپنی نجی گفتگو بھی قرآنِ پاک کی آیتوں کے حوالے سے کرتے تھے۔ حضرت ابو نصر بن ابی القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحے اس طرح بسر کئے ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔(پارہ ٢٦، سورۃ ق، آیت ١٨)

ترجمہ: کوئی شخص منہ سے بات نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک لکھنے والا نگہبان فرشتہ موجود ہے۔

ان کا مقصد تھا کہ ہر بات کو کراماً کاتبین لکھ لیتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمالنامہ میں میری ہر بات کی جگہ قرآنی آیات مبارکہ لکھی جائیں۔

جب انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا تو پادریوں نے مسلمانوں کو زِچ (تنگ) کرنا شروع کر دیا۔ ایک دفعہ ایک پادری نے اعلان کر دیا کہ مسلمانوں کا قرآن مُدّعی (دعویٰ کرنے والا) ہے کہ اس میں ہر خشک و تر، چھوٹی بڑی چیز کا بیان ہے کوئی مسلمان قرآن سے گاڑی، موٹر اور سائیکل ثابت کر کے دکھائے۔ ایک مولانا نے فوراً یہ آیت پڑھی: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (پارہ ١٤، سورۃ النحل، آیت ٨)

ترجمہ: اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں۔

اور فرمایا کہ اس وقت کی سواری صرف اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا تھی "يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" میں واضح بیان ہے کہ تمہاری بیان کردہ سواریوں کو خالقِ کائنات نے پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سے پادری لاجواب ہو گیا سچ کہا گیا:

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ[٢٨]

علوم وفنون: جیسا کہ ذکر ہوا کہ قرآن پاک میں ستر ہزار چار سو پچاس علوم وفنون ہیں۔

---

(٢٧) یہاں تک یہ مقالمہ مندرجہ ذیل حوالے پر موجود ہے۔

سفينة الأدب والتاريخ, ص٨٧, دار الفكر المعاصر ؛, الطبعة٢ م.

(٢٨) یعنی تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کی عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر و کوتاہ ہیں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن کو حاصل کیا تھا ان کے بعد تابعین نے قرآن کے تمام علوم و فنون سے واقف ہونے کی وجہ سے بہت سے انواع (اقسام) بناڈالے یعنی ہر گروہ اس کے فنون میں سے کسی ایک فن کو سنبھالنے پر متوجہ ہو گیا[۲۹] اور علوم وفنون کی تفصیل یوں ہے۔

قرأة وتجويد: علومِ القرآۃ والتجوید کے ماہرین نے قرآنِ پاک کی لغات ضبط کرنے، کلمات تحریر کرنے، حروف کے مخارج وتعداد واضح کرنے، آیات و سورۃ و منازل (سبعہ) نیز نصف، ربع، ثلث اور سجدہ ہائے قرآن اور متماثل آیات کو شمار کرنے پر ہی اکتفا کیا، قرآن پاک کے معانی کی طرف توجہ نہ دی اور نہ ہی باقی علوم وفنون کو چھیڑا جو قدرت نے اس کے اندر ودیعت (سپرد) کئے تھے۔[۳۰] علم القرآۃ والتجوید خیر القرون[۳۱] کے بعد ایجاد ہوا ہے جیسے فقہ وحدیث کی اصطلاح میں بدعتِ حسنہ کہا جاتا ہے۔ دورِ حاضرہ میں اس فن کی ضرورت واہمیت سب کو معلوم ہے۔

صرف ونحو: صرف ونحو کے موجدوں نے قرآنِ پاک کے معرب ومبنی، اسماء وافعال عوامل حروف پر توجہ رکھی۔ اسماء اور ان کے توابع، اقسامِ افعال، لازم ومتعدی، کلمات کی رسوم الخط اور انہی کے متعلقہ ضوابط کی چھان بین کی۔[۳۲] ان محققین کرام نے اس فن میں قرآن پاک کے ایک ایک کلمے کا الگ الگ اعراب بیان کیا جس سے آج مسلمانوں کا بچہ بچہ فائدہ اُٹھا رہا ہے اس فن کی گوناگوں (مختلف) اہمیت کی وجہ سے فقہاء کرام اور محدثین عظام نے اس کو سیکھنا واجب قرار دیا ہے۔ یہ فن بھی خیر القرون (اچھا زمانہ / وہ زمانہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا) کے آخری حصے میں معرضِ (ظاہر ہونے کی جگہ) وجود میں آیا لیکن چند جملوں کے ساتھ جو ابوالاسود نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادِ گرامی سے مرتب کئے پھر اس فن کے قواعد وضوابط چھٹی صدی تک مرتب ہوتے رہے۔ (طبقات النجاۃ للسیوطی)

اس کا پڑھنا واجبِ کفایہ (اگر بعض افراد کے کام کرنے پر فعل ادا ہو جائے تو اسے فرضِ کفایہ کہتے ہیں جیسے کہ نمازِ جنازہ، فرضِ کفایہ واجب کی ایک قسم ہے) ہے کہ قرآنِ پاک کی تلاوت میں اعرابی خطا نہ ہو علاوہ ازیں اسلام کے دیگر بنیادی اصول وفنون بھی واجب کفایہ ہیں جیسے تفسیر، اصولِ حدیث، اصول فقہ، علم العقائد والکلام یاد رہے کہ مسائلِ شرعیہ کا سمجھنا آیات واحادیث پر موقوف ہے اور یہ قاعدہ مسلم ہے کہ موقوف علیہ کا واجب بھی واجب ہوتا ہے۔

اسی لئے علماء نے فرمایا کہ ہر وہ مسئلہ جو قرآن پاک اور حدیث مبارک سے بطورِ استنباط (وضاحت) حاصل ہو قابلِ قبول ہے اگرچہ بظاہر "بدعت" ہے مگر حقیقت میں مستحسن فعل ہے اور جو مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے قابلِ عمل نہیں کہ اس کا ترک واجب ہے اسے فقہ کی اصطلاح میں بدعت سیۂ کہتے ہیں اسی بدعت کی مذمت احادیث شریفہ میں وارد ہے۔

---

۲۹) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۳, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

۳۰) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۱, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

۳۱) وہ زمانہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا تھا

۳۲) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۱, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

فن تفسیر: فنِ تفسیر بھی خیر القرون کے بعد مستقل طور پر تیسری صدی کی ایجاد ہے اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اس کی بنیاد رکھی جاچکی تھی چنانچہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے چند اوراق تفسیر القرآن کے لکھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر بھی مشہور ہے لیکن مستقل طور پر پہلی تفسیر حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ نے تحریر کی۔ ابن جریر کی وفات ۳۱۰ھ میں ہے۔

مفسرین کی توجہ الفاظِ قرآن پر مبذول (متوجہ) ہوئی انہوں نے اس میں ایک لفظ ایسا پایا جو کہ ایک ہی معنی پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ اس لفظ کے دوسرے معنی نہیں ہوتے اور دوسرا لفظ دو معنوں پر دلالت کرنے والا دیکھا پھر تیسرا لفظ دو سے زائد معنوں پر دلالت کرنے والا دیکھا لہٰذا انہوں نے پہلے لفظ کو اسی کے حکم پر جاری رکھا اور اس میں سے خفی (چھپے ہوئے) لفظ کے معنی واضح کئے دو یا زائد معانی والے لفظ میں متعدد احتمالوں (زیادہ گنجائش) میں سے کسی ایک معنی کو ترجیح دینے پر غور کیا ہر شخص نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کام کیا اور جو بات اس کے خیال میں آئی اس کے مطابق کہا[۳۳] پھر یہ ایک مستقل فن بن گیا جو تاحال ہر فرقے میں مروج ہے۔

فن اصول: علمائے اصول نے قرآن پاک میں پائی جانے والی عقلی دلیلوں اور اصلی و نظری شواہد کی جانب توجہ کی مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۲۲)

ترجمہ: اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے۔

اس کے علاوہ دوسری بکثرت آیتیں زیر غور آئیں پھر ان سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کے وجود، بقاء، قدرت اور علم پر دلائل قائم کئے اور ان سے نئی نئی دلیلیں پیش کیں اور جو باتیں ذات واجب تعالیٰ کے لئے لائق نہیں تھیں ان سے اس کا منزہ (پاک) ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچایا اور اس علم کا نام علم اصول دین رکھا[۳۴] جسے درسِ نظامی میں علم الکلام کہا جاتا ہے۔

اصولِ فقہ: بعض علمائے کرام نے قرآنِ پاک کے معنی پر غور کیا اور دیکھا کہ ان میں سے کچھ خطابات عموم کے مقتضی (گفتگو عام پر مُناسب) ہیں اور بعض خطابات خصوص کے مقتضی (گفتگو خاص پر مُناسب) ہیں اور اسی طرح کی دوسری باتیں معلوم کیں اور انہی علمائے کرام نے قرآن پاک سے فقہ کے احکام اور حقیقت ومجاز کی قسم سے استنباط (تیار) کئے اور تخصیص، اخبار، ظاہر، مجمل، متشابہ، امر، نہی اور نسخ وغیرہ قیاسات، استصحاب حال اور استقراء کی انواع پر کلام کیا اور اس فن کا نام "اُصولِ فقہ" رکھا[۳۵] جو درسِ نظامی میں اہم فن کی حیثیت سے شامل ہے۔

علم الفقه: علمائے کرام کی ایک جماعت نے قرآن کے حلال و حرام اور ان تمام احکام پر جو اس میں موجود ہیں محکم طریقہ سے صحیح نظر اور سچی فکر سے کام کیا اور انہوں نے ان احکام کے اصول و فروع (شاخوں) کی بنیاد ڈالی اور اس پر بڑی جامع بحث کی پھر اس کا نام علم الفروع اور علم الفقہ رکھا۔[۳۶]

---

۳۳) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۳۴, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

۳۴) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۳۴, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

۳۵) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۳۴, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

۳۶) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۴/۳۴, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة ۱۹۷۴ م.

بطورِ نمونہ چند علوم وفنون عرض کر دیئے ہیں اس کو اگر پھیلایا جائے تو ایک ضخیم تصنیف تیار ہو سکتی ہے ہاں اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ یہ علوم و فنون قرآنی علوم کا حصہ ہیں اور ان علوم وفنون سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بخوبی واقف تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ان سے آگاہ تھے صرف ان ہستیوں نے علوم وفنون کو ان ناموں سے یاد نہیں کیا گویا ان علوم وفنون کا وجود تو خیر القرون میں تھا لیکن نام نہ تھا اور علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ نام کی وضع (ترتیب) سے حقیقت کی منافی (خلاف ورزی) نہیں اسی سے اختلافی مسائل کو دیکھا جائے تو وہ ختم ہو سکتے ہیں مثلاً سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر اور اس کے طریقہ بیان پہ کسی کو اختلاف نہیں کہ خیر القرون میں نہیں تھا بلکہ تھا اور زوروں (عروج) پہ تھا اگر دورِ حاضر میں کوئی اسے سیرت کہتا ہے اور کوئی میلاد کہتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

علم التصوف: حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اربابِ اشارات [٣٧] اور اصحاب الحقیقت (صوفیہ) نے قرآن میں غور وخوض کیا تو ان پر اس کے الفاظ سے بہت کچھ معانی اور باریکیاں نمایاں ہوئیں جن معانی کو اصطلاح بنا کر خاص ناموں سے موسوم (منتخب) کیا۔ فنا، بقا، حضور، خوف، ہیبت، انس، وحشت اور قبض وبسط یا اس طرح کے بہت سے فنون کا انتخاب اور استنباط کیا ہے۔ [٣٨] (الاتقان فی علوم القرآن، جلد۲)

فائدہ: علم التصوف کے استنباطات کی حقانیت پر ذیل کی بحث بطورِ تائید وتوثیق پیش کی جاتی ہے امام موصوف لکھتے ہیں اِنشا پرُدازوں (نثر نگاروں) اور شاعروں نے قرآن کے الفاظ کی جزالت، بدیع نظم، حسن سیاق، مبادی، مقاطع، مخالص، خطاب میں تنوع اور اطناب وایجاز وغیرہ امور کو پیش نظر رکھ کر اس سے علوم معانی، بیان اور بدیع کو اخذ کیا۔ [٣٩]

اور علوم وفنون بھی ہمارے درسِ نظامی کے علاوہ ادباء شعراء میں مروج ہیں تو جس طرح یہ علوم وفنون قابلِ قبول ہیں دوسرے علوم وفنون بھی قابلِ قبول ہونے چاہئیں۔

علومِ عقلی: غرض مذکورہ بالا علوم کو مسلمانوں ہی نے قرآن سے اخذ کیا اور ان کے علاوہ بھی قرآن کریم دوسرے اگلے لوگوں کے علوم پر حاوی تھا مثلاً علم طب، علم جدل، ہیئت، ہندسہ، جبر ومقابلہ اور نجوم اور سائنس وغیرہ۔ ذیل میں ان علوم پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

علم طب: طب کا مدار (دارومدار) قوت کو برقرار رکھنے اور نظامِ صحت کی نگہداشت (حفاظت) پر ہے اور اس کا ہونا یوں ممکن ہے کہ متضاد (برعکس) کیفیتوں کی کاریگری سے مزاج میں اعتدال (میانہ روی) رہے۔ قرآن پاک نے اس بات کو ایک ہی آیت میں جمع کر دیا فرمایا:

وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ (پارہ۱۹، سورہ الفرقان، آیت۶۷)

ترجمہ: اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔

---

(٣٧) سلوک کے اشارات کو سمجھنے والے

(٣٨) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ٤/٣٤, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة[illegible] م.

(٣٩) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ٤/٣٤, الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة[illegible] م.

نیز ہم نے قرآن میں اس آیت کو بھی جانا جو اِختِلالِ صحت (صحت کے نظام کے بگڑنے) کے بعد اس کے نظام اور جسم میں مرض پیدا ہو جانے کے بعد شفاء کا فائدہ دیتی ہے فرمایا: شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ (پارہ ۱۴، سورۂ النحل، آیت ۶۹)

ترجمہ: اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے۔

پھر اجسام کے علم طب پر قرآن نے قلوب کے علم طب کا بھی اضافہ کیا فرمایا: وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ [40] (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۵۷)

ترجمہ: اور دلوں کی صحت۔

علم ہیئت: علم ہیئت کا وجود اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی سورتوں میں متعدد ایسی آیتیں ملتی ہیں جن میں آسمانوں اور زمینوں کے ملکوت اور عالم علوی سفلی میں پھیلی مخلوقات کا ذکر کیا گیا ہے [41] اہل ہیئت نے ان آیات کو اصول کے طور پر اپنایا ہے۔

علم ہندسہ: علم ہندسہ کا پتا اس آیت سے چلتا ہے: اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ [42] (پارہ ۲۹، سورۂ المُرسلت، آیت ۳۰)

ترجمہ: چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں۔

علم جدل: علم جدل کے متعلق قرآن کی آیتیں برہان، مقدمات و نتائج، قول بالموجب اور معارضہ وغیرہ اور شرائط مناظرہ کی قسم سے با کثرت باتوں پر حاوی ہیں اس کی اصل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ اور اپنی قوم کے سامنے دلائل قائم کرنا ہے۔ [43]

جبر و مقابلہ: اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ سورتوں کے اوائل (ابتدائی حصے) میں پچھلی قوموں کی تواریخ کے متعلق مدتوں، سالوں اور دنوں کا ذکر، خود اس اُمتِ محمدیہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بَقاء (زندگی، وجود) کی تاریخ، ایامِ دنیا کی تاریخ اور گذشتہ و باقی مَانْدَہ مُدّت (بچا ہوا عرصہ) کا ذکر ایک دوسرے کو ضرب دینے سے معلوم ہوتا ہے۔ [44]

علم نجوم: علم نجوم کا ذکر آیت مبارکہ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔ [45] میں ہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ [46]

---

(40) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

(41) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

(42) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

(43) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

(44) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

(45) (پارہ ۲۶، سورہ الاحقاف، آیت ۴) ﴿**ترجمہ:** یا کچھ بچا کچھا علم اگر تم سچے ہو۔﴾

(46) الإتقان في علوم القرآن, النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن [illegible], الهيئة المصرية العامة للكتاب, الطبعة [illegible] م.

علم دستکاری: قرآن میں دستکاری کے اصول اور ان آلات کے نام بھی مذکور ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً خیاطت (سلائی) کا ذکر آیت مبارکہ ''وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ''[۴۷] میں۔ آہن گری (لوہار کا پیشہ) کا تذکرہ آیت مبارکہ ''اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ ط''[۴۸] اور ''وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ''[۴۹] میں درج ہے۔ اسی طرح معماری (مستری) کا تذکرہ بہت سی آیتوں میں آیا ہے۔ نجّاری (بڑھئی کا پیشہ) کا ذکر آیت مبارکہ ''وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا''[۵۰] میں دیکھئے۔ سوت کا ذکر ''نَقَضَتْ غَزْلَهَا''[۵۱] بُننے کا ذکر ''کَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ج اِتَّخَذَتْ بَیْتًا''[۵۲] غوطہ خوری کا ذکر ''کُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ''[۵۳] اور ''وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً''[۵۴] میں، زَرْگری (سنار کے پیشہ، زیور بنانے یا ڈھالنے کا کام) کا ذکر ''وَ اتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰی مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا''[۵۵] میں، شیشہ اور کانچ کا بیان ''اِنَّه صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ط''[۵۶] اور ''اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ''[۵۷] میں، خشت پختہ بنانے کا بیان ''فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ''[۵۸] میں ہوا ہے۔ کتابت کا علم ''عَلَّمَ بِالْقَلَمِ''[۵۹] میں۔ روٹی پکانے کا ذکر ''اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا''[۶۰] میں، کھانا پکانے کا تذکرہ ''بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ''[۶۱] میں، دھونے اور کپڑا اچھانٹنے کا بیان ''وَ ثِیَابَکَ فَطَهِّرْ''[۶۲] میں آیا ہے اور آیت مبارکہ ''قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ''[۶۳] میں کیونکہ وہ لوگ دھوبی تھے، قصابوں کا ذکر ''اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ''[۶۴] میں، خرید و فروخت کا ذکر کئی آیتوں میں، تیر اندازی کا بیان ''وَمَا رَمَیْتَ اِذْ

---

۴۷) (پارہ ۸، سورۂ الاعراف، آیت ۲۲) ﴿ترجمہ: اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔﴾

۴۸) (پارہ ۱۶، سورۂ کھف، آیت ۹۶) ﴿ترجمہ: میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ۔﴾

۴۹) (پارہ ۲۲، سورۂ سبا، آیت ۱۰) ﴿ترجمہ: اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا۔﴾

۵۰) (پارہ ۱۲، سورۂ ھود، آیت ۳۷) ﴿ترجمہ: اور کشتی بناؤ ہمارے سامنے۔﴾

۵۱) (پارہ ۱۴، سورۂ النَحل، آیت ۹۲) ﴿ترجمہ: جس نے اپنا سوت۔﴾

۵۲) (پارہ ۲۰، سورۂ العنکبوت، آیت ۴۱) ﴿ترجمہ: مکڑی کی طرح اس نے جالے کا گھر بنایا۔﴾

۵۳) (پارہ ۲۳، سورۂ ص، آیت ۳۷) ﴿ترجمہ: ہر معمار اور غوطہ خور۔﴾

۵۴) (پارہ ۱۴، سورۂ النحل، آیت ۱۴) ﴿ترجمہ: اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو۔﴾

۵۵) (پارہ ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۱۴۸) ﴿ترجمہ: اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ایک بچھڑا بنا بیٹھی بے جان کا دھڑ۔﴾

۵۶) (پارہ ۱۹، سورۂ النمل، آیت ۴۴) ﴿ترجمہ: یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا۔﴾

۵۷) (پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۳۵) ﴿ترجمہ: چراغ ایک فانوس ہے۔﴾

۵۸) (پارہ ۲۰، سورۂ القصص، آیت ۳۸) ﴿ترجمہ: تو اے ہامان میرے لئے گارا پکا کر ایک محل بنا۔﴾

۵۹) (پارہ ۳۰، سورۂ العلق، آیت ۴) ﴿ترجمہ: قلم سے لکھنا سکھایا۔﴾

۶۰) (پارہ ۱۲، سورۂ یوسف، آیت ۳۶) ﴿ترجمہ: شراب نچوڑتا ہوں۔﴾

۶۱) (پارہ ۱۲، سورۂ ھود، آیت ۶۹) ﴿ترجمہ: ایک بچھڑا بھنا لے آئے۔﴾

۶۲) (پارہ ۲۹، سورۂ المُدَّثِّر، آیت ۴) ﴿ترجمہ: اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔﴾

۶۳) (پارہ ۳، سورۂ اٰل عمران، آیت ۵۲) ﴿ترجمہ: حواریوں نے کہا۔﴾

۶۴) (پارہ ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۳) ﴿ترجمہ: مگر جنہیں تم ذبح کر لو۔﴾

رَمَيْتَ‘‘[65] اور ’’وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ‘‘[66] میں آیاہے۔ قرآنِ پاک میں طرح طرح کے کھانے اور پینے کی چیزوں کے نام اور تمام وہ چیزیں جو کائنات میں واقع ہو چکیں ہیں اور آئندہ واقع ہوں گی کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔[67]

مادیات و روحانیات: قرآن مجید اپنی منفرد خصوصیات کی بناء پر تمام انسانوں کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ اس کی مثل ضابطۂ حیات مرتب کر کے دکھائیں[68] قرآنی خصوصیات بے شمار ہیں یہاں صرف مادیات وروحانیات کو لے لیجئے جو دورِ حاضر میں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ یاد رہے کہ تخلیق خداوندی دو حصوں پر مُنْقَسِم (بٹا ہوا) ہے مادِّیات (مادّی چیزیں اور مخلوقات) اور رُوحانِیات۔ بعض شَر پَسَندوں کے نزدیک یہ دونوں مختلف ہی نہیں متضاد (خلاف) معاند (مخالف) ہیں نہ صرف یہ کہ یکجا نہیں ہو سکتے۔ اہل مذہب مادیت کو انتہائی قابلِ نفرت قرار دیتے ہیں اور مذہب کا دشمن سمجھتے ہیں دوسری طرف اہل مادیت مذہب کو جہالت اور توہم پرستی سے تعبیر کرتے ہیں ان دونوں میں جنگ عرصہ قدیم سے چلی آرہی ہے عصر حاضر کا سیکولرازم مذہب کے خلاف اسی نفرت کا نتیجہ ہے۔

لیکن قرآن کی منفرد خصوصیت تو دیکھئے کہ مذہب کے اسٹیج پر کھڑا ہو کر مادی کائنات کے نظام کو اپنی صداقت کی تائید میں بطورِ شہادت پیش کرتا ہے مثلاً سورۂ واقعہ میں ہے: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ○ (پارہ ۲۷، سورۂ الواقعه ، آیت ۷۵)

ترجمہ: تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں۔

بات یہ نہیں کہ میں اپنے دعاوی کے ثبوت میں نظری دلائل یا بسیط (وسیع) حقائق پیش کر کے آگے بڑھ جاؤں گا میں ایسا نہیں کروں گا کیونکہ نظری یا تَجْرِیدی (ذہنی وخیالی) دلائل عام فہم نہیں ہوتے۔ میں کائنات کے مرئی (دیکھتے ہوئے) اور محسوس نظام کی مثالوں سے واضح کروں گا کہ یہ تمام نظام کس طرح قوانین کے تابع مصروفِ گردش ہے۔

کائناتی شواھد: اس سلسلہ میں سب سے پہلے ستاروں کی گزر گاہوں کو بطورِ شہادت پیش کرتا ہوں۔

وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ○ (پارہ ۲۷، سورۂ الواقعه. آیت ۷۶)

ترجمہ: اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے۔

اگر تم علم وبصیرت کی بارگاہ سے دریافت کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ شہادت کس قدر مُحْکَم (ثابت قدم) اور پائیدار ہے۔ شہروں کے رہنے والے ستاروں کی گزر گاہوں کو نہیں سمجھ سکتے اس کے متعلق صَحْرا نَوَرْد بدوؤں (مسافر) سے پوچھئے جن کی ساری زندگی سفر میں گزرتی ہے اور سفر بھی بیشتر رات کی تاریکی میں، اس صحرا میں جہاں نہ کوئی نشانِ راہ ہوتا نہ دلیلِ منزل ان حالات میں ان کے سفر کی رہنمائی صرف ستاروں کی گزر گاہوں سے

---

۶۵) (پارہ ۹، سورۂ الانفال ، آیت ۱۷) ﴿**ترجمہ:** اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی۔﴾

۶۶) (پارہ ۱۰ ، سورۂ الانفال. آیت ۶۰) ﴿**ترجمہ:** اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے۔﴾

۶۷) الإتقان في علوم القرآن , النوع الخامس والستون في العلوم المستنبطة من القرآن ۲۶-۳۶ , الهيئة المصرية العامة للكتاب , الطبعة ۱۹۷۴ م .

۶۸) سورة بني إسراءيل , الآية .

ہوتی تھی وہ ان سے راستہ کا تعین کرتے تھے اور انہیں اس کا عملی یقین ہو تا تھا کہ وہ راستہ بتانے میں کبھی غلطی نہیں کریں گے نہ منزل کی طرف لے جانے میں فریب دیں گے۔ آج بھی ان کی گزر گاہوں کی اہمیت جہاز رانوں اور علم الافلاک کے محقق سے دریافت کی جاسکتی ہے ان گزر گاہوں کو بطورِ شہادت پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ O (پارہ۲۷، سورۂ الواقعہ، آیت ۷۷)

ترجمہ: بیشک یہ عزت والا قرآن ہے۔

یعنی جس طرح یہ ستارے تمہیں منزلِ مقصود تک پہنچانے میں چراغِ راہ بنتے ہیں اور اس میں کبھی دھوکا نہیں دیتے اسی طرح یہ قرآن بھی انسانی زندگی کے سفر میں تمہاری رہنمائی کرے گا اور اس میں غلطی کرے گا نہ دھوکا دے گا۔

سورۂ التکویر میں اس اجمال کو قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جہاں کہا کہ

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ O الْجَوَارِ الْكُنَّسِ O (پارہ۳۰، سورۂ التکویر، آیت ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: تو قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں۔

یہی نہیں بلکہ میں شہادت میں پیش کرتا ہوں ان سیاروں کو جو پچھلے پاؤں لوٹ جاتے ہیں اور انہیں بھی جو برق رفتار غزالہ کی طرح تیزی سے آگے بڑھ کر نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں اور فرمایا: وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ O وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ O (پارہ۳۰، سورۂ التکویر، آیت ۱۷، ۱۸)

ترجمہ: اور رات کی جب پیٹھ دے اور صبح کی جب دم لے۔

اور شہادت میں پیش کرتا ہوں لیلائے شب کو جب وہ دبے پاؤں آتی ہے اور اسی طرح خاموشی سے لوٹ جاتی ہے اور اس کے ساتھ عذرائے سحر کو جب وہ اپنی مَسیحا نَفَسی (اعجاز) سے ساری دنیا کو حیاتِ نو کا پیغام دینے مشرق کے جھروکے سے نمودار ہوتی ہے میں شہادت پیش کرتا ہوں ان تمام کائناتی شواہد کو اس حقیقت کی تصدیق کے لئے کہ: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ O (پارہ۳۰، سورۂ التکویر، آیت ۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

یعنی جس شخص سے تم اس قرآن کو سن رہے ہو وہ یہ کچھ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا وہ تو ہمارا پیارا پیغمبر ہے اور ہمارا پیغمبر تم تک پہنچا رہا ہے اور وہ نہایت واجب التکریم (عزت کے قابل) ہے اور یہ پیغام بھی واجب التکریم ہے اور جس خدا نے اسے بھیجا ہے وہ بھی واجب التکریم ہے۔

سورۂ الطارق میں ہے: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ O (پارہ۳۰، سورۂ الطارق، آیت ۱۱)

ترجمہ: آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے۔

یعنی یہ فضائی کُرے (سیارے، چاند وغیرہ) جو اس قدر عَظِیْمُ الْجُثّہ (بڑے ڈیل ڈول والا) ہونے کے باوجود اس حسن و خوبی کے ساتھ اپنے مدار میں مصروفِ گردش ہیں اور اپنی گردش سے زندگی کے نئے نئے پہلو سامنے لاتے ہیں وہ بھی اس حقیقت پر شاہد ہیں اور یہ زمین بھی جو بیج کو پھاڑ کر اس میں سے ایک کونپَل (کلی پتّی جو تازہ پھوٹی ہو) کی شکل میں ایک نئی زندگی کی نمود کرتی ہے۔

وَ الۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ ۙ (پارہ ۳۰، سورۂ الطارق، آیت ۱۲)

ترجمہ: اور زمین کی جو اس سے کِھلتی ہے۔

یہ سب کچھ اس پر شاہد ہے کہ: اِنَّہٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ ۙ (پارہ ۳۰، سورۂ الطارق، آیت ۱۳)

ترجمہ: بے شک قرآن ضرور فیصلہ کی بات ہے۔

قرآن ایک فیصلہ کن حقیقت ہے اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ غلط اور صحیح حق اور باطل کو نکھار کر الگ الگ کر دیتا ہے۔

وَّ مَا ہُوَ بِالۡہَزۡلِ ؕ (پارہ ۳۰، سورۂ الطارق، آیت ۱۴)

ترجمہ: اور کوئی ہنسی کی بات نہیں۔

تم کہتے ہو کہ یہ شاعری ہے جسے زمانے کی گردشیں خود بخود مٹا دیں گی۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ ۝ (پارہ ۲۷، سورۂ الطور، آیت ۳۰)

ترجمہ: یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادثِ زمانہ کا انتظار ہے۔

یہ بھی تمہارا وہم ہے۔

فَلَاۤ اُقۡسِمُ بِمَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ۝ وَ مَا لَا تُبۡصِرُوۡنَ ۙ۝ (پارہ ۲۹، سورۂ الحآقہ، آیت ۳۸، ۳۹)

ترجمہ: تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم نہیں دیکھتے۔

یعنی جو کچھ تمہیں دکھائی دیتا ہے یعنی یہ عالم محسوس اور جو کچھ تمہاری نگاہوں سے پوشیدہ ہے وہ سب اس حقیقت پر شاہد ہے کہ

اِنَّہٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ ۝ وَّ مَا ہُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (پارہ ۲۹، سورۂ الحآقہ، آیت ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو۔

یہ شاعِرانَہ تخیُّلات (شاعروں جیسے خیالات) کا نِگارِ خانۂ فریب مُرَقَّع (لفظی تصویروں کی کتاب) نہیں جو مرورِ زمانہ سے حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے۔

مزید بر آں قرآنِ کریم میں بکثرت مقامات ہیں جہاں نظامِ کائنات اور اس کے عناصر کو قرآنی حقائق اور دَعاوِی (دعوے) کی تائید میں بطورِ شہادت پیش کیا گیا ہے نظامِ کائنات کی کیفیت یہ ہے کہ اس کے تمام رموز واسرار بیک وقت نہیں آجاتے جوں جوں علم انسانی ترقی کرے گا اور محققین کاوشیں ان پر پڑے ہوئے پردوں کو اُٹھاتی جائیں گی یعنی انہیں دریافت کرتی جائیں گی وہ ابھر کر سامنے آتے جائیں گے۔ اس بناء پر قرآن نے کہا:

سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

(پارہ ۲۵، سورۂ حم السجدہ، آیت ۵۳)

ترجمہ: ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بیشک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں۔

فائدہ: اس آیت جلیلہ میں قرآنِ عظیم نے عظیم حقائق کو پیش کیا ہے اور اربابِ علم و دانش (عقل مندی) کو تاکید ہے کہ وہ رموزِ فطرت دریافت کرنے میں مسلسل کوشش کرتے رہیں اور دوسرے اس نے یہ کہا ہے کہ اس کے احکام و اَوامر (شریعت کے حکم یا فرمان) ہر دور میں واضح طور پر سامنے رہیں گے لیکن اس کے حقائق و معارف (ہُنر) تمام کے تمام کسی ایک دور میں منکشف (ظاہر) نہیں ہو جائیں گے۔ علم انسانی کی سطح جوں جوں بلند ہو گی یہ بے نقاب ہوتے جائیں گے اس لئے یہ ہر زمانے کے اربابِ علم کے لئے موضوعِ تحقیق وہدفِ کاوش (وجہ کوشش) رہے گا۔

دعوتِ غوروفکر: نظامِ کائنات کی یہی اہمیت ہے جس کے پیش نظر قرآن نے علمی تحقیق پر اس قدر زور دیا ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ○ (پارہ ۴، سورۂ آل عمران، آیت ۱۹۰)

ترجمہ: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔

حقیقت ہے کہ جو لوگ عقل و بصیرت سے کام لیتے ہیں ان کے لئے تخلیق کائنات اور گردشِ لیل ونہار میں قوانین خداوندی کی ہمہ گیری کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اربابِ فکر و نظر زندگی کے ہر گوشے میں کھڑے، بیٹھے، لیٹے قوانینِ خداوندی کو اپنی نگاہوں میں رکھتے ہیں اور کائنات کی تخلیقی ترکیب پر غور و فکر کرتے ہیں اور اپنی تحقیقات و انکشافات کے بعد علیٰ وجہ البصیرت پکار اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے اس کارگہ (کارآمد) کائنات کو عبث (بے فائدہ) پیدا نہیں کیا اور نہ تخریبی (نقصان دہ) نتائج کے لئے یہ ہماری کم علمی اور کوتاہ فکری (نادانی) ہے کہ ہم تحقیق سے کام نہیں لیتے اور اس طرح اشیائے کائنات کے نفع بخش پہلوؤں سے بے خبر رہ کر عذاب کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

سائنسی اُمور: دورِ حاضر میں وہ بات زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے جس میں سائنس کو دخل ہو حالانکہ قرآنی علوم کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں ویسے قرآن نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

سورۂ فاطر میں ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ۭ (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۲۷)

ترجمہ: کیاتو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتاراتو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ۔

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ ۢ بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝ (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۲۷)

ترجمہ: اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے بھوچنگ۔

مِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۲۸)

ترجمہ: اور آدمیوں اور جانوروں اور چارپایوں کے رنگ یوں ہی طرح طرح کے ہیں۔

انتباہ: غور کیجئے کہ علومِ سائنس کے مختلف شعبے اس میں آگئے ہیں اس کے بعد کہا کہ صَحِيفَۂ فِطْرَت (زمین اور آسمان، کائنات) کے یہ اوراق سب کے سامنے کھلے رہتے ہیں لیکن اس کی عظمت کے وہی قائل ہیں جن کو علم وبصیرت کی دولت میسر ہے۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ (پارہ ۲۲، سورۂ فاطر، آیت ۲۸)

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں بیشک اللہ بخشنے والا عزت والا ہے۔

قرآن نے حضرتِ انسان کو نائب حق بنا کر تسخیر کائنات کا حامل قرار دیا ہے اور اس نے انسان کو نظام کائنات پر غور وفکر کی محض نظری طور پر تاکید ہی نہیں کی اس کی تسخیر (فرمانبرداری) کا اشارہ بھی فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (پارہ ۲۵، سورۂ الجاثیہ، آیت ۱۳)

ترجمہ: اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔

اس نے کہا کہ قوانین فطرت کا علم حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ تم فطرت کی قوتوں کو مسخر (فتح) کر سکو گے اس سے آپ نے دیکھا کہ قرآن نے شروع میں فرمایا تھا کہ اس میں خود تمہارے لئے شرف کا راز پوشیدہ ہے تو وہ دعویٰ کس قدر سچا ہے جو قومیں فطرت کی قوتوں کو مسخر کر لیتی ہیں انہیں کس قدر قوت وثروت (خوش حالی) حاصل ہو جاتی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ علامہ اقبال نے قصۂ آدم علیہ السلام کو اپنے انداز میں بڑے خوبصورت اسلوب سے پیش کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کے جِلَو (جلوس) میں زمین پر آتے ہیں توروحِ ارضی یہ کہہ کر ان کا استقبال کرتی ہے۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں
یہ گنبد افلاک یہ خاموش فضائیں

یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں
تھیں پیش نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں

آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

خورشید جہاں تاب کی ضو تیرے شرر میں
آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں

چھپتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں — جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں

اے پیکر گِل کوشش پیہم کی جزا دیکھ [۶۹]

خارجی کائنات سے آگے بڑھ کر اب خود انسان کی طرف آیئے قرآن کریم نے متعدد مقامات پر بتایا ہے کہ انسان حیوانات سے اشرف اور ممتاز اس لئے ہے کہ اسے غور و فکر، علم و بصیرت کی صلاحیت دی گئی ہے اس نے کہا ہے کہ انسان کے احاطہ علم سے صرف ایک چیز باہر ہے اور وہ ہے وحی کی کُنہ (اصلیت و حقیقت یعنی یہ کہ حضراتِ انبیاء کرام کو وحی کس طرح ملتی تھی اور اس کا سرچشمہ کیا تھا۔ عقلِ انسانی وحی کی تخلیق نہیں کر سکتی ہاں جب وحی انبیاء کرام علیہم السلام کی وساطت سے انسان تک پہنچ جاتی تو اسے غور و فکر کی رو سے سمجھا جاسکتا تھا اس لئے ہی قرآن نے غور و فکر پر زور دیا ہے۔

جانوروں سے بدتر: قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ جو انسان غور و فکر سے عاری (خالی) رہتے ہیں وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو سینے میں دل تو رکھتے ہیں مگر اس سے سوچنے سمجھنے کا کام نہیں لیتے، آنکھیں تو رکھتے ہیں مگر دیکھنے کا کام نہیں لیتے، کان تو رکھتے ہیں مگر سننے کا کام نہیں لیتے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ (پارہ۹، سورۂ الاعراف، آیت ۱۷۹)

ترجمہ: وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

سورۂ انفال میں فرمایا: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (پارہ۹، سورۂ الانفال، آیت ۲۲)

ترجمہ: بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں۔

اس مضمون کی متعدد آیات مبارکہ لکھی جاسکتی ہیں۔

فائدہ: یہ تدبر (غور و فکر) کسی خاص دور تک محدود نہیں تھا کہ قرآن پر جس قدر تدبر کیا جاسکتا تھا کیا جا چکا اب مزید تدبر کی ضرورت نہیں۔ تدبر کا لفظ تمام زمانوں کے لئے جب قرآن قیامت تک ضابطۂ رہنمائی ہے تو اس پر غور و فکر کے دروازے بھی ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ قرآن کہتا ہے مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے آیاتِ خداوندی پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے بن کر نہیں گر پڑتے غور و فکر کے بعد انہیں قبول کرتے ہیں۔ [۷۰]

علمِ غیب: قرآنِ مجید کے اعجاز میں سے ایک یہ بھی ہے جو خبریں دیں وہ سو فیصد پوری ہوئیں خواہ ان کا تعلق زمانۂ ماضی میں تھا یا زمانۂ مستقبل میں۔ چند نمونے عرض کئے دیتا ہوں تا کہ اہلِ ایمان کا ایمان تازہ ہو۔

---

۶۹) بالِ جبریل مع فرہنگ، منظومات، صفحہ نمبر ۷۳، اقبال آفاقی اردو کتب خانہ نیٹ ورک ۳.

۷۰) سورۃ الفرقان، الآیۃ ۷۳.

قرآن نے خبر دی کہ مسلمان عنقریب مسجد حرام میں داخل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صلح کر کے عمرہ ادا کئے بغیر ہی واپس ہو رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی:

لَتَدۡخُلُنَّ الۡمَسۡجِدَ الۡحَرَامَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيۡنَ۔ (پارہ۲۶، سورۂ فتح، آیت ۲۷)

ترجمہ: بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن وامان سے۔

اس وقت نہ مسلمانوں کی یہ حالت تھی اور نہ کسی کو اس کا یقین آسکتا تھا مگر صلح حدیبیہ کے اگلے سال ایسا ہی ہوا۔ (۷۱)

قرآن نے دعویٰ کیا کہ کافر خدا کے نور کو بجھا نہیں سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَيَاۡبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ يُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ ۝ (پارہ۱۰، سورۂ التوبہ، آیت ۳۲)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر۔

فائدہ: آیت کی صداقت پر امت کی چودہ سو سال کی تاریخ گواہ ہے یہود و نصاریٰ مشرکین غرض ہر مخالف اپنے مکر و فریب اور زور و جبر کے ہر ممکن طریقہ سے اسلام کی بیخ کنی (اسلام کو نقصان پہنچانے) میں لگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اسلام ہے کہ پھیلتا ہی جاتا ہے اور پیروانِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے یہاں تک کہ مسیحی مشنریوں (عیسائیت پھیلانے والی تنظیموں) کو اعتراف ہے کہ بے دریغ (بے تحاشا) روپیہ خرچ کرنے اور نہایت درجہ مستحکم انتظام کے باوجود مسلمان کے مقابلہ میں ان کے مشن افریقہ وغیرہ میں ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اور اب تو یہ نور دنیا کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ تک پہنچ چکا ہے۔

قرآن میں ہے کہ کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل نہیں کر سکے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے قرآن نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تیار کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو کچھ پروردگار کی طرف سے اتارا جاتا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اسے بے خوف و خطر پہنچاتے رہیے اور دشمنوں کی پرواہ نہ کیجئے۔

وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ (پارہ۶، سورۂ المائدہ، آیت ۶۷)

ترجمہ: اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

(۷۱) معالم التنزيل في تفسير القرآن، سورة الفتح، تحت الآية ۲۷، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الأولى ۲۰ھ.

اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تمام جسمانی حفاظتوں کو چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہلاکت میں نہ ڈالے گا[۷۲] اس کے بعد مخالفین جو منصوبے بناتے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو وحی کے ذریعہ مطلع کر دیا جاتا۔ پوری عمر کے تریسٹھ سال تک ایسی حالت میں خدائے قادر و علیم کے سوا کون دعویٰ کر سکتا ہے جو کامل شان اور عظمت سے پورا ہو کر رہا اور کھلی تاریخی شہادت بن گیا جس کو دشمن بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

قرآن نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے استہزاء(مذاق) کرنے والے فنا ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ خوب دل کھول کر خدائی پیغامات پہنچایئے اور تبلیغ کیجئے مشرکین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔

اِنَّا کَفَیۡنٰکَ الۡمُسۡتَہۡزِءِیۡنَ O (پارہ ۱۴، سورۂ الحجر، آیت ۹۵)

ترجمہ: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے استہزاء کرنے والے سب کے سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ہی میں فنا ہو گئے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے "کل کیا ہو گا"۔

قرآن نے فرمایا کہ کافر مغلوب ہوں گے چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ کافر مغلوب ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کافروں کے بارے میں فرمایا:

قُلۡ لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَتُغۡلَبُوۡنَ۔ (پارہ ۳، سورۂ آل عمران، آیت ۱۲)

ترجمہ: فرمادو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے۔

یہ چیلنج پورے اعتماد کے ساتھ کیا جا رہا ہے جبکہ تمام اہلِ کفر و شرک، رؤسا، امراء، منکر و مخالف ہزاروں کی تعداد میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف ایک طوفان برپا کئے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ ۲۳ سال کے قلیل عرصہ میں سب مغلوب ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیش ہوئے۔ جزیرۃ العرب میں مشرکوں کا خاتمہ ہو گیا، قریظہ کے بدعہد یہود لقمہ شمشیر ہوئے،[۷۳] بنو نضیر جلاوطن ہوئے،[۷۴] نجران کے عیسائیوں نے ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کیا[۷۵] اور تقریباً ایک ہزار سال دنیا بھر کی بڑی بڑی مغرور و متکبر قومیں مسلمانوں کی بلندی و برتری کی معترف رہیں۔

---

(۷۲)سنن الترمذي، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة [illegible]، رقم الحديث [illegible]، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، الطبعة الثانية [illegible] م.

(۷۳)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول، مغازيه وسراياه وبعوثه صلى الله عليه وسلم، غزوة بني قريظة [illegible]، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر.

(۷۴)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الأول، مغازيه وسراياه وبعوثه صلى الله عليه وسلم، غزوة بني النضير [illegible]، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر.

(۷۵)المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المقصد الثاني، الفصل العاشر فى ذكر من وفد عليه صلى الله عليه وسلم وزاده فضلا وشرفا لديه [illegible]، المكتبة التوفيقية، القاهرة مصر.

قرآن مجید میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر بلند ہو گا۔ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک بلند سے بلند تر ہوا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ الم نشرح، آیت ۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

جس زمانہ میں عرب کی اکثریت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام سے چڑ تھی اور لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام و نشان مٹانے پر تلے ہوئے تھے ایسے تشویش ناک حالات میں دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اتنا بلند ہو گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دنیا کا ہر نام پَسِ پُشْت (پیچھے) ہو جائے گا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول بالا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر بلند ہو گا۔

آج دنیا کا کون سا گوشہ ہے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام بلندیوں سے نہیں سنایا جاتا ہے اور دنیا کی وہ کون سی ہستی ہے جس کا ذکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ وقت کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جب دنیا کے کسی نہ کسی گوشہ سے "اشھد ان محمد رسول اللّٰہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)" کی آواز بلند نہ ہوتی ہو اور کہیں نہ کہیں کے مسلمان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف نہ پڑھتے ہوں اور ذکر نہ کرتے ہوں اذان و نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام داخل ہے اور ہر جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا چرچا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

قرآن نے اعلان کیا کہ دین اسلام کو غلبہ ہو گا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ اس دین کو تمام ادیان (دین کی جمع) پر غالب کر دے گا۔ دین اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا:

لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ (پارہ ۱۰، سورۂ التوبہ، آیت ۳۳)

ترجمہ: اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

چنانچہ عہد رسالت ہی میں ایسا ہوا۔

قرآن میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دشمن کی نسل کٹ جائے گی بعض کفار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں کہتے تھے کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں اس لئے زندگی تک اس کا نام ہے بعد میں اس کو کون پوچھے گا۔ ایسے شخص کو ان کے محاورات میں ابتر کہتے تھے "ابتر" اصل میں دُم کٹے جانور کو کہتے ہیں جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ رہے۔[۷۲] گویا اس کی دم کٹ گئی۔ قرآن نے فرمایا:

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (پارہ ۳۰، سورۂ الکوثر، آیت ۳)

ترجمہ: بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔

---

[۷۲] روح البیان، سورۃ الکوثر، تحت الآیۃ ۳، دار الفکر بیروت۔

یعنی جس شخص کو اللہ خیر کثیر عنایت فرمائے اور اَبَدُالآباد (ہمیشگی) تک نام روشن کرے اسے "ابتر" کہنا پرلے درجے کی حماقت ہے حقیقت میں "ابتر" وہ ہے جو ایسی مقدس ہستی سے بغض و عناد (دشمنی) اور عداوت رکھے اور پیچھے کوئی ذکر خیر اور اچھا اثر نہ چھوڑے۔ آج چودہ سو سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی روحانی اولاد سے دنیا بھری ہوئی ہے اور جسمانی بیٹی کی اولاد بھی پوری روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دین آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاکیزہ اثرات پوری دنیا میں چمک رہے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد نیک نامی اور محبت و عقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دلوں کو گرمارہی ہے۔ دوست دشمن سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصلاحی کارناموں کا صدق سے اعتراف کررہے ہیں پھر دنیا سے گزر کر آخرت میں جس "مقامِ محمود" پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہوں گے اور جو مقبولیت اور حسن عقیدت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوری کائنات کے سامنے حاصل ہوگی وہ الگ رہی۔ کیا ایسی متبرک اور مقدس ہستی کو "ابتر" کہا جاسکتا ہے اس کے برعکس اس گستاخ کا خیال کرو جس نے یہ کلمہ زبان سے نکالا تھا اس کا نام ونشان کہیں باقی نہیں نہ آج نیکی کے ساتھ اسے کوئی یاد کرنے والا ہے۔ یہی حال ان تمام گستاخوں کا ہوا جنہوں نے کسی زمانہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغض و عداوت پر کمر باندھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ مبارک میں گستاخی کی اور اسی طرح آئندہ ہوتا رہے گا۔

قرآن نے اعلان کیا کہ مومنوں کو اقتدار حاصل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت لوگوں کو خطاب کیا گیا کہ تم میں سے جو لوگ اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل اطاعت گزار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں زمین کی حکومت دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ۔ (پارہ ۱۸، سورۂ النور، آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا دائمی وعدہ ہے اگلے مسلمانوں نے اس پر عمل کیا اور عظیم الشان حکومت استحکام دین اور سلامتی کی شکل میں اس کا بدلہ پایا نہ صرف پورے عرب پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی بلکہ سچی دینداری کی بدولت دنیا کے بہت بڑے حصہ پر اسلامی پرچم لہرادیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابتدائے اسلام میں بھوک کی شدت اور ناداری کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے اور مسلمان ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مشرق سے مغرب تک تمام ممالک کے بادشاہ بن گئے یہ ان کے ایمان اور عمل کا پھل تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ہی فرمایا تھا کہ مجھے روئے زمین کو اکٹھا کرکے تمام ممالک دکھا دیئے گئے اور میری امت عنقریب ان حدوں تک پہنچ جائے گی۔[۷۷]

---

[۷۷] صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، رقم الحديث، دار إحياء التراث العربي بيروت.

قرآن نے وعدہ کیا کہ پورے جزیرۂ عرب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا تسلط ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا کہ تم اپنے ساتھ ہمیں بھی لے ڈوبنا چاہتے ہو اگر ہم تمہارا ساتھ دیں اور اس دین کو اختیار کر لیں تو عرب کی سرزمین میں ہمارا جینا مشکل ہو جائے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ (پارہ ۲۰، سورۂ القصص، آیت ۸۵)

ترجمہ: بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھر نا چاہتے ہو۔

یعنی جس خدا نے اس قرآن کی علمبرداری کا بار (ذمہ) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ڈالا ہے وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو برباد کرنے والا نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس مرتبے پر پہنچانے والا ہے جس کا تصور بھی یہ لوگ آج نہیں کر سکتے اور فی الواقع اللہ تعالیٰ نے چند ہی سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس دنیا میں انہی لوگوں کی آنکھوں کے سامنے تمام ملک عرب پر ایک ایسا مکمل اقتدار عطا کر کے دکھا دیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مزاحمت کرنے والی کوئی طاقت وہاں نہ ٹھہر سکی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کے سوا کسی دین کے لئے وہاں گنجائش نہ رہی۔

قرآن مجید میں ہے: الٓمّٓ o غُلِبَتِ الرُّوْمُ o فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ o (پارہ ۲۱، سورۂ الروم، آیت ۱، ۲، ۳)

ترجمہ: رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔

چنانچہ یہ ایسے ہوا جیسے قرآن نے کہا اصل واقعہ یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ۵۷۰ء میں ولادتِ باسعادت ہوئی اس وقت دو عظیم طاقتیں روم اور فارس آپس میں ٹکرا رہی تھیں ۶۰۲ء سے ۶۱۴ء کے بعد تک ان کی حریفانہ نبرد آزمائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

سنہ ۶۱۰ء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بِعثَت (رسالت) ہوئی مکہ والوں میں روم اور فارس کی جنگ کے متعلق خبریں پہنچتی رہی تھیں روم کے نصاریٰ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے بھائی اور قریبی دوست قرار دیئے جاتے تھے جبکہ فارس کے آتش پرست مجوسیوں کو مشرکین مکہ اپنے مذہب کے قریب سمجھتے تھے ۶۱۴ء میں جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عمر مبارک تقریباً ۵۴ سال تھی خسرو پرویز کے عہد حکومت میں فارس نے روم کو ایک زبردست شکست فاش دی اور قیصر روم کا اقتدار بالکل فنا ہو گیا بظاہر روم کے ابھرنے اور فارس کے تَسَلُّط (غلبہ) سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی مشرکین مکہ خوش تھے۔ عین ایسے موقع پر قرآن نے فرمایا کہ: وَ هُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ o (پارہ ۲۱، سورۂ الروم، آیت ۳)

ترجمہ: اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے۔

کہ رومی اگرچہ فارس سے مغلوب ہو گئے ہیں تاہم نو سال کے اندر اندر وہ پھر غالب آ جائیں گے۔

چنانچہ ٹھیک نو سال کے اندر عین "بدر کے دن" جبکہ مسلمان فتح و نصرت حاصل ہونے کی خوشیاں منا رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ایران کے مجوسیوں پر رومی اہل کتاب کو غالب کر دیا۔

شانِ نزول: مذکورہ بالا آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ ایک بار روم اور فارس میں مقام از رعات وبصری کے درمیان لڑائی ہوئی اور رومی مَغْلُوب (شکست خوردہ) ہو گئے۔ مشرکین مکہ مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم اور رومی اہل کتاب ہو اور ہم اور فارسی غیر اہل کتاب پس روم پر فارس کا غالب آنا فال (غیب کی بات) ہے اس کی کہ ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ان میں بتایا گیا کہ اے کافرو تمہارا خیال پورا نہ ہو گا۔[۷۸]

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافروں کی ڈینگیں سن کر آیت کے نزول کے بعد کفار و مشرکین سے فرمایا: لا يقرن الله أعينكم فو الله ليظهرن الروم على فارس بعد بضع سنين

یعنی تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی بخدا چند سالوں بعد رومی فارسیوں پر غلبہ پا جائیں گے۔

لعین ابی بن خلف کافر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور کہا:

کذبت اجعل بيننا أجلا اناحبك عليه والمناحبة المخاطرة فناحبه على عشرة ناقة شابة من كل واحد منهما

یعنی تم جھوٹ بولتے ہو ہمارے اور اپنے درمیان ایک معاہدہ کر لو میں تمہارے ساتھ شرط لگاتا ہوں ہم میں سے جو بھی سچا نکلے اس کو دوسرا دس اونٹنیاں دے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی شرط قبول کر لی اور پہلے دس نوجوان اونٹنیوں پر شرط طے پائی کہ تین سال میں اگر یہ بات ظاہر ہو گئی تو بامطابق شرط دس نوجوان اونٹنیاں دیں گے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا بِضْع کا اطلاق تین سے نو تک پر ہوتا ہے (فلہذا شرط کو اسی گنتی کے مطابق کر لو اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کا اشارہ قابل غور ہے کیونکہ رومیوں کی فتح تین سے اوپر چند سالوں کے بعد ہونی تھی اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرط میں اضافے کا فرمایا۔)

چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرط اور مدت میں اضافے کا فرمایا تو دونوں سو اونٹنیوں اور نو سال پر متفق ہو گئے اس کے بعد ابی بن خلف لعین کو خطرہ محسوس ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو عنقریب مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے والے ہیں اسی لئے آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اگر نہ ہوں اور میرا دعویٰ صحیح نکلا تو آپ نے فرمایا میرا لڑکا عبد الرحمن ضامن ہے۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا کہ ابی بن خلف اُحد کی طرف جانے والا ہے تو آپ نے اپنے صاحبزادے کو بھیجا کہ اس سے ضمانت لے چنانچہ ابی بن خلف نے اُحد کو جانے سے پہلے ضامن دے دیا جب ابی بن خلف اُحد سے واپس ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تیر مارنے سے مر گیا اس کے بعد رومیوں کو فارسیوں پر ساتویں سال فتح ہوئی۔[۷۹]

---

[۷۸] روح البیان، سورۃ الروم، تحت الآیۃ ۶۷، دار الفکر بیروت۔

[۷۹] روح البیان، سورۃ الروم، تحت الآیۃ ۶۷، دار الفکر بیروت۔

فائدہ: "روح البیان" میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام خوشخبری لائے کہ رومی غالب اور فارسی مغلوب ہوگئے اور یہی بدر کی فتح کا دن تھا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن خلف کے وارثوں سے شرط کے مطابق سو اونٹنیاں لے لیں اور وہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہیں صدقہ کردو۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر ان سب کو راہِ خدا میں تقسیم کردیا اور یہ "اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ الخ" (پارہ٦، سورۂ المآئدۃ، آیت ٩٠) کے حکم کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔[٨٠]

عقیدۂ اہلِ سنت: صاحب روح البیان نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں: والآیۃ من دلائل النبوۃ لانھا اخبار عن الغیب[٨١]

یعنی اور آیت نبوت کے دلائل میں سے ہے اس لئے کہ یہ غیب کی خبر پر مشتمل ہے۔

یہی ہمارا عقیدہ ہے جو الحمد للہ ہمیں اسلاف صالحین سے عطا ہوا ہے جو اسلاف کو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے وراثت علمی میں نصیب ہوا۔

نبوی علم غیب: قرآن مجید جو کہ "ما کان وما یکون" کے علم پر حاوی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا اسی لئے جو غیبی خبریں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہی ہیں چنانچہ قرآن و احادیث میں واضح ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم "ما کان وما یکون" اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

ازالہ وہم: قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں جہاں کہیں بھی غیر اللہ سے علم غیب کی نفی وارد ہوئی ہے اس سے مراد یہی ذاتی علم ہے یعنی خدا کی تعلیم اور اس کی عطا کے بغیر کسی کو کوئی علم نہیں ہے لیکن علم غیب عطائی تو یہ بلاشبہ ہر نبی کو حاصل ہے بلکہ نبی کے واسطہ سے اولیاءِ کرام کو بھی واقعاتِ آئندہ کی خبر ہو جاتی ہے۔ قرآنِ حکیم میں ہے: فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پارہ٢٩، سورۂ الجن، آیت٢٦، ٢٧)

ترجمہ: اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنی پسندیدہ رسولوں کے۔

رسولوں میں سب سے افضل واعلیٰ رسول حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے محبوب اکبر بھی ہیں اور خلیفہ مطلق بھی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم "ما کان وما یکون" عطا فرمایا اور ابتدائے آفرنیش سے لے کر قیامت تک کے تمام علوم سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس میں وَدِیعَت (امانت) رکھ دیئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس کو کشادہ فرمایا اور اس میں وہ قوتِ علمیہ پیدا کردی جس سے کائنات کی کوئی شے آپ کی نظروں سے پوشیدہ نہ رہی۔

ثبوتِ علم غیب: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی علمی وسعت کہ ماکان ومایکون کے ذرہ ذرہ سے آگاہ ہیں اس پر اہل سنت کی تصانیف بکثرت ہیں چند روایات پیش کرتا ہوں۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

عن الزهري قال أخبرني أنس بن مالك أن النبي ﷺ قال من أحب أن يسأل عن شيء فليسأل عنه فوالله

٨٠) روح البیان، سورۃ الروم، تحت الآیۃ ٤-٥، دار الفکر بیروت۔

٨١) روح البیان، سورۃ الروم، تحت الآیۃ ٤-٥، دار الفکر بیروت۔

لا تسألوني عن شيء إلا أخبرتكم به ما دمت في مقامي هذا۔ [۸۲] (بخاری شریف، جلد[illegible]، صفحہ[illegible])

یعنی آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرلے قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کروگے تو میں تمہیں خبر دوں گا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما من شيء لم أره إلا وقد رأيته في مقامي هذا حتى الجنة والنار۔ [۸۳] (ایضاً صفحہ[illegible])

یعنی کوئی ایسی چیز جس کو میں نے نہیں دیکھا اُس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علم کُلی حاصل ہے جسے علم ماکان ومایکون کہا جاتا ہے۔

قال عليه السلام إن الله زوى لي الأرض فرأيت مشارقها ومغاربها۔ [۸۴] (مسلم شریف)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے میں نے اُس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے۔

عن أبي زيد (يعني عمرو بن أخطب) قال صلى بنا رسول الله ﷺ الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فأخبرنا بما هو كان وبما هو كائن فأعلمنا أحفظنا۔ [۸۵] (مسلم)

یعنی حضرت عمر بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا پھر منبر سے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرمادیا جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کُلی کو بیان فرمادیا۔

عن عمر قال قام فينا رسول الله ﷺ مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه۔ [۸۶] (بخاری شریف صفحہ[illegible]، مشکوٰۃ صفحہ[illegible])

---

(۸۲) صحيح البخاري, كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة, باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه, رقم الحديث [illegible], دار طوق النجاة, الطبعة الأولى [illegible] ه.

(۸۳) صحيح البخاري, كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة, باب ما يكره من كثرة السؤال وتكلف ما لا يعنيه, رقم الحديث [illegible], دار طوق النجاة, الطبعة الأولى [illegible] ه.

(۸۴) صحيح مسلم, كتاب الفتن وأشراط الساعة, باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض, رقم الحديث [illegible], دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۸۵) صحيح مسلم, كتاب الفتن وأشراط الساعة, باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة, رقم الحديث [illegible], دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۸۶) صحيح البخاري, كتاب بدء الخلق, باب ما جاء في قول الله تعالى: وهو الذي يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه, رقم الحديث [illegible], دار طوق النجاة, الطبعة الأولى [illegible] ه.

مشكاة المصابيح, كتاب أحوال القيامة وبدء الخلق, باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام, الفصل الأول, رقم الحديث [illegible], المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة [illegible].

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابتدائے خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کے دوزخ کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرمادیں جس کو یاد رہا رہا جس کو بھول گیا بھول گیا۔

اس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علمِ کُلی تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمادیا۔

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يقول إن أتقاكم وأعلمكم بالله أنا۔ (٨٧) (بخاری شریف جلد۱ صفحہ۷)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں۔

عن عبد الله بن عمرو قال خرج علينا رسول الله ﷺ وفي يده كتابان فقال أتدرون ما هذان الكتابان فقلنا لا يا رسول الله إلا أن تخبرنا فقال للذي في يده اليمنى هذا كتاب من رب العالمين فيه أسماء أهل الجنة وأسماء آبائهم وقبائلهم ثم أجمل على آخرهم فلا يزاد فيهم ولا ينقص منهم أبدا ثم قال للذي في شماله هذا كتاب من رب العالمين فيه أسماء أهل النار وأسماء آبائهم وقبائلهم ثم أجمل على آخرهم فلا يزاد فيهم ولا ينقص منهم أبدا إلخ۔ (٨٨)

(ترمذی شریف جلد۲ صفحہ۳۵)

یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں تو ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مگر یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں تمام جنتیوں کے نام اور اُن کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں پھر ان کے اخیر میں میزان لگائی گئی ہے تو ان میں نہ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام پھر ان کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے نہ ان میں کچھ زیادہ کیا جائے گا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ہوئی ہیں جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔

---

(٨٧)صحيح البخاري, كتاب الإيمان, باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: «أنا أعلمكم بالله» وأن المعرفة فعل القلب ١٣, رقم الحديث ٢٠, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى ١٤٢٢ھ.

(٨٨)سنن الترمذي, أبواب القدر, باب ما جاء أن الله كتب كتابا لأهل الجنة وأهل النار ٤٤٩, رقم الحديث ٢١٤١, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية ١٣٩٥م.

نوٹ: اس قسم کی بیشمار احادیث مبارکہ ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "غاية المامول فى علم الرسول" اور "علم الغيب فى الاحاديث"۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیاں

قرآن کی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشینگوئیاں فرمائی ہیں۔ ذیل میں ہم ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے واقعاتِ آئندہ بیان فرمائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات حرف بہ حرف پورے ہوئے اگرچہ ان تمام پیشینگوئیوں کا حصر (کی گنتی) تو بہت دشوار ہے تاہم ثبوتِ مقصد کے لئے چند پیشینگوئیاں حاضر ہیں۔

شہادتِ امام حسین کی خبر غیبی: حضرت ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ إن إبني هذا يعني الحسين يقتل بأرض يقال لها كربلاء۔[89] (خصائص جلد [illegible] صفحہ [illegible])

یعنی میرا یہ فرزند حسین اس زمین میں شہید ہو گا جس کا نام کربلا ہے۔

طبرانی کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی تاریخ بھی بیان فرمائی اور فرمایا کہ یہ میری ہجرت کے ساٹھویں سال شہید کئے جائیں گے۔[90] (ماثبت بالسنة)

سائنسی ایجادات: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے موجودہ سائنسی ایجادات کی اِجمالی (مختصر) خبریں دی ہیں جنہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

لا تقوم الساعة حتى تروا أموراً عظاماً لم تكونوا ترونها ولا تحدثون بها أنفسكم[91]

یعنی اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک تم ان امورِ عظیمہ کو دیکھ نہ لو جنہیں کبھی دیکھانہ ہو نہ ہی ان کے بارے میں سوچا ہو۔

ان اشیاء میں سب نئی نئی ایجادات آگئی ہیں مثلاً ہوائی جہاز، آبدوز کشتیاں، ریڈیو، وائرلیس، ٹیلی ویژن، بجلی اور ایٹمی ہتھیار وغیرہ۔ اس اجمال کے علاوہ ہر ایک شے کے متعلق علیحدہ علیحدہ تفصیلی مضامین بھی ہیں جنہیں ہم نے اپنی تصنیف "کل کیا ہو گا" میں بیان کیا ہے۔

مسجد عشار کے متعلق غیبی خبر: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے قیامت کے دن شہداء کو اُٹھائے گا اور بدر کے شہداء کے ساتھ اُن شہیدوں کے سوا کوئی نہ ہو گا۔[92]

---

(89) الخصائص الكبرى للسيوطي , باب إخباره صلى الله عليه وسلم بقتل الحسين رضي الله عنه [illegible] , دار الكتب العلمية بيروت.

(90) ماثبت من السنة في أيام السنة , فضل شهر المحرم , ذكر مشهد سيد الأنام الشهيد السعيد سبط رسول الله إلخ , رقم الصفحة , دار الكتب العلمية بيروت [illegible] م.

(91) الفتن لنعيم بن حماد , ماكان من رسول الله صلى الله عليه وسلم من التقدم ومن أصحابه بعده في الفتن التي هي كائنة [illegible] , رقم الحديث [illegible] , مكتبة التوحيد القاهرة , الطبعة الأولى [illegible] .

(92) سنن أبي داود , كتاب الملاحم , باب في ذكر البصرة [illegible] , رقم الحديث [illegible] , المكتبة العصرية صيدا بيروت.

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابلہ کی مسجد عشار سے شہدائے بدر کے قیامت کے دن اُٹھنے کا علم ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہی مسجد عشار ہے جس میں حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند حاجیوں کو جو اسی جگہ کے رہنے والے تھے اُن کو فرمایا کہ میری طرف سے ابلہ کی مسجد عشار میں دو رکعت یا چار نماز پڑھے اور اس کا ثواب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کرے۔ الفاظ حدیث یہ ہیں:

قال من یضمن لي منکم أن یصلي لي في مسجد العشار رکعتین أو أربعا ویقول هذه لأبي هریرة۔ [۹۳] (ابو داؤد)

انکشافِ عجیب: غیر اللہ کے لئے کسی شے کو نَامزَد (مخصوص) کیا جائے تو جائز ہے جیسے ہم کہتے ہیں پیر کا بکرا، غوثِ اعظم کی گیارہویں، نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے میلاد وغیرہ وغیرہ۔

نہر فرات میں خزانہ کی غیبی خبر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف میں مروی ہے:

لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب یقتتل الناس علیه فیقتل من کل مائة تسعة وتسعون ویقول کل رجل منهم لعلي أکون أنا الذي أنجو۔ [۹۴] (مسلم شریف)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک نہر فرات نہ کھل جائے (یعنی خشک ہو جائے) اور اس کے اندر سے سونے کا پہاڑ نکلے گا۔ لوگ اس خزانہ کو حاصل کرنے کے لئے لڑیں گے اور اُن لڑنے والوں میں ننانوے فیصد مارے جائیں گے اور اُن میں ہر شخص کہے گا شاید زندہ بچ جاؤں اور اس خزانہ پر قبضہ کر لوں۔

فائدہ: یہ معلوم ہوا کہ جو خزانہ یعنی سونے کا پہاڑ فرات میں ہے اس کی کسی کو خبر تک نہیں ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس مخفی شے کا علم ہے جس کے نکلنے کی آپ نے خبر دی اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس خزانہ پر لوگوں میں لڑائی ہو گی کہ شاید مجھے یہ خزانہ حاصل ہو جائے۔ دوسری حدیث حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

قال اترکوا الحبشة ما ترکوکم فإنه لا یستخرج کنز الکعبة إلا ذو السویقتین من الحبشة۔ [۹۵] (ابو داؤد)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبشیوں کو چھوڑ دو اور اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ کرو جب تک کہ تم سے کچھ نہ کہیں اس لئے کہ آئندہ زمانہ میں کعبہ کا خزانہ ایک حبشی ہی نکالے گا جس کی پنڈلیاں چھوٹی چھوٹی ہوں گی۔

دیکھئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ شریف میں خزانہ ہونے کے متعلق بھی علم ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس حبشی کا بھی علم ہے جو اس خزانہ کو نکالے گا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عالمین کی کوئی شے مخفی نہیں ہے اور آپ ہر ایک کے حلیہ تک کو بھی جانتے ہیں۔

---

۹۳) سنن أبي داود, کتاب الملاحم, باب في ذکر البصرة [illegible], رقم الحدیث [illegible], المکتبة العصریة صیدا بیروت.

۹۴) صحیح مسلم, کتاب الفتن وأشراط الساعة, باب لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب [illegible], رقم الحدیث [illegible], دار إحیاء التراث العربي بیروت.

۹۵) سنن أبي داود, کتاب الملاحم, باب النهي تهییج الحبشة [illegible], رقم الحدیث [illegible], المکتبة العصریة صیدا بیروت.

نارِ حجاز کی غیبی خبر: اس نارِ حجاز کی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدیوں پہلے خبر دی چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "**مشکوٰۃ شریف**" میں مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ

لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من أرض الحجاز تضيء أعناق الإبل ببصرى۔ [۹۶] (مشکوٰۃ)

یعنی قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی یہاں تک کہ زمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جو بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔ (بصریٰ شام میں ایک شہر ہے)

فائدہ: یہ حدیث شاہد ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو حجاز سے آگ کے نکلنے کا علم تھا جس کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے ہی خبر فرمادی ہے اس نار کے متعلق تفصیل اور عجائبات فقیر کی تصنیف "محبوبِ مدینہ" میں پڑھئے۔

آخری گذارش: نمونہ کے طور پر یہ چند پیشینگوئیاں عرض کی ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "کل کیا ہوگا" اس سے واضح ہوا کہ وہ کلامِ الٰہی جو جملہ عالمین کے علوم کو حاوی ہے اس قرآن کے سب سے بڑے عالم حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اٹھارہ ہزار عالم کے تمام علوم ایسے مُنکَشِف (واضح) ہیں جیسے ہمارے لئے سورج۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۶ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

بہاول پور۔ پاکستان

---

[۹۶] مشكاة المصابيح, كتاب الفتن, باب أشراط الساعة, الفصل الأول, رقم الحديث, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة.